www.novelsclubb.com
Senorita
KartenKele
سینوریٹا
کرتن کیلے
از قلم ہانیہ میاؤں
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

سینوریٹا کرتن کیلیے

از قلم

ہانیہ میاؤں

www.novelsclubb.com

"نہیں، میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا۔" ذوہان نے کان میں آتی حسام کی آواز سن کر جواب دیا۔

"تم یہ سب پاشا کیلیئے کروگئے۔ تاکہ بر تھڈے گرل تمہارا بیک اپ پلان لگے۔" حسام نے اس کے جذباتی جواب پر سمجھانا چاہا۔

"اور ہانیہ....؟" ذوہان نے سوال کیا۔ اور واقفہ لیے کر پھر سے بولنا شروع کیا۔

"آدھی زندگی تک تھراپی جس کی لائف لائن رہی ہے۔ وہ لڑکی جس نے اپنی پوری زندگی سکول، تھراپسٹ، کالج، تھراپسٹ میں ہی گرا زدی۔ جس کا کوئی دوست نہیں۔ لیکن وہ ایک انسان پر آنکھیں بند کر کے یقین کرتی ہے۔" ذوہان بولتے ہوئے رو کا۔

"میں ہانیہ کے بارے وثوق سے کہہ سکتا ہوں۔ اگر پاشا بھی اسے آکر بولے، ذوہان سراج غلط ہے۔ وہ یقین نہیں کریں گئی۔ وہ صرف میری بات پر یقین کریں گئی۔ اور میں کوئی ایسی بات نہیں کروگا۔ جو سچ بھی نہیں۔"

ذوہان نے اپنی بات پر زور دے کر کہا۔ اس کی گاڑی سنسان سڑک پر روکی ہوئی تھی۔ وہ ہانیہ کا یقین نہیں توڑ سکتا تھا۔ توڑنے کی کوئی وجہ بھی نہیں تھی۔ حسام کی طرح وہ اسے ہتھیار کی طرح استعمال نہیں کر سکتا تھا۔ جس لڑکی سے اس کا پہلا تعارف ہی یہی تھا۔ کہ وہ لوگوں پر یقین نہیں کرتی۔ ان کے نظریات کی بنا پر۔ کم ظرفی کی بنا پر۔ وہ کھولی کتاب کی طرح اس کے سامنے تھی۔ وہ اسے پڑھ کر فراموش کیسے کر سکتا تھا۔؟ اس کے چپ ہوتے حسام نے کرسی سے ٹیک لگائی۔

"تمہیں اس بات سے فرق پڑتا ہے۔ وہ تمہارے بارے میں غلط نہ سوچے۔؟" حسام نے اس کی بات کے پیچھے موجود نقطے نظر کو سمجھ کر سوال کیا۔

"فارگاڈسیک حسام..... مجھے اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ وہ مجھے ناپسند کریں

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

یا نفرت کریں۔ لیکن اسے اس بات سے فرق پڑے گا۔اور بہت فرق پڑے گا۔اگر وہ مجھ سے نفرت کریں گئی تو۔۔۔وہ ہرٹ ہو گئی۔اور یہی میں نہیں چاہتا۔"

ناقابل بیان بات سمجھانے کی کوشش میں وہ بے زاری سے دوچار ہو رہا تھا۔زندگی کس ڈگر پہ لیے آئی تھی۔جہاں وہ ناچاہتے ہوئے بھی صفائی پیش کر رہا تھا۔وہ اس وقت جو بھی کر رہا تھا۔اس کیلئے ناقابل قبول تھا۔کیسی مجبوری تھی۔جس میں وہ یہ سب کر رہا تھا۔؟

گاڑی سٹارٹ کرکے اس نے آگے بڑھا دی۔

"کیا کرنے والے ہو۔۔؟"حسام نے عجلت میں سوال کیا۔

"کچھ نہیں،جو ہوا ہے اسے ٹھیک کرنے جارہا ہوں۔"

****

ابر ہیم پاشادو چھوٹے صوفے چھوڑ کر بڑے صوفے پر بیٹھا گہری سوچوں میں تھا۔

اس کی نئ ٹیم اپنی کی غلطی کو تسلیم کر چکی تھی۔کمرے میں نسب سکرین پر

دوسرے کمرے میں موجود ہانیہ بے ہوشی کی حالت میں نظر آرہی تھی۔پاشا نے

ایک نظر اٹھا کر سکرین پر ہانیہ کو دیکھا۔اسی وقت ذوہان کے قدموں نے دہلیز پر

بوٹوں کی آواز چھوڑی۔

پاشا نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔سیاہ تیری پیس سوٹ میں چلتے ہوئے وہ پاشا تک آیا۔

وہ بیٹھا نہیں تھا۔نہ ہی پاشا نے اسے بیٹھنے کا بولا۔

"کاش اس دن اس بچے کو بھی مار دیتا۔۔" پاشا نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔اور پھر

www.novelsclubb.com

کھڑا ہو گیا۔

"ابراہیم پاشا کاش کا لفظ استعمال کر رہا تھا۔ مطلب اس کی ہار ہوئی تھی۔

"کیوں نہیں مارا تھا۔؟" ذوہان نے سوال کیا۔ اس کا لہجہ روبوٹ جیسا بے اثر تھا۔

"جنگ کے کچھ اصول ہوتے ہیں۔ بچوں، عورتوں، اور بزرگوں کو نقصان نہیں پہنچایا جاتا۔۔" پاشا اس کے چہرے کے نقوش کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ بچہ بڑا ہو گیا تھا۔

"میری دشمنی اس بچے سے نہیں تھی۔ اس کے باپ سے تھی۔ مگر یہ جان کر بہت افسوس ہوا کہ میرا دشمن کم ظرف ہے۔" پاشا کا اشارہ وہ بخوبی سمجھ گیا تھا۔ باپ بیٹی اتنے سال ایک دوسرے سے دور رہنے کے باوجود، الفاظ کا استعمال ایک جیسا کرتے تھے۔ پاشا کے کم ظرف کا لفظ سن کر اسے ہانیہ کی جھلک نظر آئی۔

"میری ماں کا کیا قصور تھا۔؟" ذوہان اسے چبھتی ہوئی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ اس

وقت اس کی آنکھوں میں، ہانیہ سے بات کرنے والی نرمی نہیں تھی۔ وہ جوالا مکھی بنا ہوا تھا۔ اُبلتا ہوا لاوا اس کے اندر سانا لیے رہا تھا۔

"تم نے اسے اپنے مقصد کیلئے استعمال کیا۔؟" وہ دونوں ایک دوسرے کی ان سنی کر کے اپنی بات کر رہے تھے۔

"اگر مجھے پتا ہوتا۔ وہ تمہاری بیٹی ہے۔ تو میں یہاں آتا۔؟" ذوہان نے الٹا سوال کیا۔

"یہ محض ایک اتفاق ہے۔"

"یا تم خود بے وقوف ہو۔ یا دوسروں کو سمجھتے ہو۔ دنیا میں ایسے اتفاق نہیں ہوتے۔
"

پاشا نے اس کی عقل پر افسوس کیا۔

"بلکل جیسے ابراہیم پاشا نے اپنی ہی بیٹی کو کڈنیپ کر کے، اپنے دشمن کو بلیک کیا۔ یہ

www.novelsclubb.com

بھی بہت عجیب اتفاق تھا۔"ذوہان نے اسے لاجواب کیا۔پاشا بنا تاثر اسے دیکھ رہا تھا۔

"زندگی میں اتفاق بہت کم ہوتے ہیں۔اور جب ہوتے ہیں۔تو بہت عجیب ہوتے ہیں۔"پاشا کی خاموشی اور لاجواب ہونا اسے اچھا لگا تھا۔شاید اسے ہی مکافات عمل کہتے ہیں۔جب انسان لاجواب ہو کر تقدیر کا فیصلہ مانتا تھا۔کیونکہ اس کے پاس اور کوئی دوسرا راستہ نہیں ہوتا۔ذوہان نے کوئی پلان نہیں بنایا تھا۔وہ صرف پاشا کو ختم کرنا چاہتا تھا۔

ذوہان کے دماغ میں آیت کے الفاظ نے دستک دی۔

" But they plan , and Allah plans , and Allah is the best of planners."

پاشا کو شہ مات ہوئی تھی۔لیکن اتفاق والی بات پر ذوہان سوچوں کی گہرائیوں میں غوطہ زن ہو گیا۔اگر دنیا میں ایسے اتفاق نہیں ہوتے۔تو اس کے ساتھ اتنا ہولناک

اتفاق کیوں ہوا تھا۔؟ہانیہ کسی کی بھی بیٹی ہو سکتی تھی۔ابرایم پاشا کی ہی کیوں۔۔۔؟اور اگر وہ اس کی بیٹی تھی۔تو وہ اتنے سال کیوں نہیں جان پایا۔وہ جو اپنے سایہ تک سے محتاط رہتا تھا۔وہ اس سے اتنا بے خبر کیوں رہا۔کیا یہ سب اتفاق تھا۔یا قدرت کا کوئی فیصلہ۔؟اس کی تقریر میں یہ سب لکھا تھا۔اور یونہی لکھا تھا۔ اور اگر ہاں،تو کیوں۔۔۔؟کیا اس کے پیچھےں ھی کوئی وجہ تھی۔؟وہ آج تک کسی لڑکی سے کلوز نہیں ہوا تھا۔اور جس سے ہوا تھا۔وہ اس کے دشمن کی بیٹی تھی۔

کیا دنیا واقع ہی اتنی گول اور چھوٹی تھی۔ایک جگہ نہ ٹکنے والا بھٹکا مسافر،ہارا بھی تھا تو کہاں۔۔؟جہاں وہ بے بس تھا۔

www.novelsclubb.com

ذوہان کی نظر سکرین پر گئی۔جہاں ہانیہ بے ہوشی سے باہر آکر کمرے کو بے یقینی سے دیکھ رہی تھی۔

"وہ بچہ اب بڑا ہو کر تمہارے گلے کی ہڈی بن گیا پاشا۔اب بھگتو۔"

ہانیہ بیڈ سے کھڑے ہو کر دروازے کی طرف بڑھی۔

بھائی جان......؟"وہ دروازے پر دونوں ہاتھ مارتے آوازیں دے رہی تھی۔

ذوہان نے ایک نظر پاشا کو دیکھا۔اور سکیرین کو دیکھ کر آواز کی سمت ڈھونڈئی۔اس کے قدم ہانیہ کے کمرے کی طرف تھے۔پاشااوراس کے ساتھ کھڑے کسی آدمی نے اسے روکا نہیں تھا۔

پاشااس کااور ہانیہ کے رشتے کی نوعیت دیکھنے چاہتا تھا۔تاکہ آگے کالائحہ عمل سوچ سکے۔

ذوہان ہنڈل کھول کراندرداخل ہوا۔ہانیہ بیڈ کے پاس کھڑی بوکلاہٹ سے پلٹی۔وہ رورہی تھی۔ گھنی پلکیں آج پھر آنسوؤں سے بھیگی ہوئی تھیں۔

ذوہان کودیکھتے وہ تیز ہوا کی طرح چھپ کر کے اس کے گلے آلگی۔ذوہان کولگا جیسے دروزہ کھولتے تیز ہوا کے جھونکے نے اسے گلے لگایا ہو۔سکیرین کو دیکھتے پاشا کے ماتھے پر بل پڑے۔ذوہان کمرے میں نسب کمیرے میں دیکھ رہا تھا۔دوسری جانب پاشاسکیرین کو۔۔

www.novelsclubb.com

پاشا کو لگا وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے کہہ رہا ہو۔

"اسے کہتے ہیں بنا لڑے مات دینا۔۔۔"

"میں پارک میں تھی۔ تین لوگ آئے۔اور انھوں نے۔" وہ دونوں ہاتھوں سے مضبوطی سے حصار بنائے بول رہی تھی۔اس کا سر ذوہان کی گردن تک آرہا تھا۔

"کام ڈاؤن ہانیہ۔" ذوہان نے اسے کہنوں سے پکڑ کر خود سے الگ کیا۔اب وہ کیمرے کو نہیں دیکھ رہا تھا۔

"مجھے کڈنیپ کیا گیا ہے ذوہان۔؟" بھیگی پلکوں نے بھنوؤں کو چھو کر اسے آگاہ کیا۔

"بس یہ ایڈونچر رہ گیا تھا۔وہ بھی کر لیا آپ نے۔خود کو سیریس شو کروانے کیلئے، لڑکی خود کو کڈنیپ ہی کروالیا۔" ذوہان ہمیشہ کی طرح غیر سنجیدہ بات پوری سنجیدگی سے کر رہا تھا۔ہانیہ نے اسے عجیب نظروں سے دیکھا۔

"آپ کتنے عجیب انسان ہیں ذوہان۔مجھے کڈنیپ کیا گیا ہے۔آپ آج بھی مجھے

نون سیریس لیے رہے ہیں۔؟ چھوٹی بچی نہیں ہو میں۔ جو آپ ہر وقت مجھے بہلاتے رہتے ہیں۔ یا میں آپ کو ابنارمل لگتی ہوں۔؟"

"بچوں کو کڈنیپ نہیں کیا جاتا۔؟ ذوہان نے اس کی بھیگی پلکوں کو دیکھا۔ وہ کافی ڈری ہوئی تھی۔ اب وہ اس کے ڈرنے کی وجہ سے اچھے طرح واقف تھا۔ وہ ایک ٹروماٹیز وکٹم تھی۔

"کیا کیڈنیپر نے آپ کو بتایا.... آپ کی چلڈ کیڈنیگ نہیں ہے.؟"

ہانیہ بنا جواب دیے، گم سم کھڑی اس شخص کو دیکھ رہی تھی۔ وہ کیا چیز تھا۔؟ یہ جانئے بنا کہ وہ اس وقت اپنے اندر کتنی بڑی جنگ لڑ کر اس کے سامنے بلکل صحیح حالت میں کھڑا تھا۔ ہر سکینڈ کے بعد ماضی طوفان کی طرح اس کے یاداشت پر دستک دے کر، جذبات پر حملہ کر رہا تھا۔ اور وہ روبوٹک انسان چھٹان بنے اس لڑکی کو بچانے آیا تھا۔ جو اس کی زندگی کے اکلوتے دشمن کی بیٹی تھی۔ جس انسان سے اس نے پوری زندگی نفرت کی۔ جسے وہ ختم کر دینا چاہتا تھا۔ سامنے کھڑی لڑکی اسی

شخص کا خون تھی۔ہانیہ کی نقوش اپنے باپ جیسے بلکل نہیں تھے۔کوئی بھی انسان اسے ابراہیم پاشا کی بیٹی نہیں کہہ سکتا تھا۔اسی چیز نے ذوہان سراج کو دو سال دھوکے میں رکھا۔ورنہ پاشا کے چہرے سے سایے تک سے وہ واقف تھا۔

وہ اس کی عجیب باتوں سے اب بے چین ہو رہی تھی۔اس وقت اسے اشعر کی ضرورت تھی۔جو اسے کسی پرندے کی طرح اپنے پروں میں چھپا کر اس کا سر چوم کر کہتا۔

"میری گڑیا بلکل سیف ہے۔"

بھائی جان........"بڑبڑاتے وہ کمرے کا ہنڈل کھول کر باہر نکلی۔

"ہانیہ.......؟"ذوہان اسے پکارتے پیچھے نکلا۔وہ بنا رو کے تقریباً بھاگتے ہوئے راہدری سے گزر رہی تھی۔پاشا اس کے کمرے سے باہر آتے ہال سے دوسری کمرے کی طرف بڑگیا۔وہ اس کے سامنے نہیں آنا چاہتا تھا۔

ہال میں قدم رکھتے ہانیہ کی نظر اسلحہ پکڑے دو فولادی گارڈ پر گئی۔ آگے بڑھتے اس کے پاؤں وہی جم گئے۔ چہرے کا رنگ زرد پڑ گیا۔ سانس روکے وہ ان گارڈز کو دیکھ رہی تھی۔ کانوں میں سالوں پہلے چلنے والی گولی کی آواز بلند ہوئی۔ گالی کی آواز سے وہ تڑپ کر دو قدم پیچھے ہوئی، اس کی کمر ذوہان کے سینے سے جا لگی۔ وہ تیزی سے پلٹی۔ اور ذوہان کو دیکھ کر گول آنکھوں نے واپس گارڈز کو دیکھا۔ اور پھر ذوہان کو۔۔ وہ بولنے کی جہد وجہد نہیں کر رہی تھی۔ اس کی آواز دم توڑ گئی تھی۔ ایک ہاتھ گردن پر رکھے اس نے ذوہان کو دیکھا۔ وہ اس کے بنا بولے بھی سمجھ گیا تھا۔ اسے سانس لینے میں مشکل ہو رہی تھی۔ ذوہان اس کی کلائی پکڑے، باہر کی طرف بڑھا۔ ایک قدم آگے بڑھ کر اس نے ہانیہ کو مڑ کر دیکھا۔ اس کے ہاتھ برف بن رہے تھے۔ اس کی کلائی پر چلتی نبض کی رفتار بھی سست ہو گئی تھی۔ ہال سے گاڑی تک کا سفر اس نے ذوہان کے ساتھ بے جان جسم کی طرح قدم اٹھاتے گئے۔

www.novelsclubb.com

پاشا اپنے کمرے کی کھڑکی یہ سب منظر دیکھ رہا تھا۔ آج اسے احساس ہو رہا تھا۔ اشعر نے صحیح کہا تھا۔ وہ نارمل لڑکی نہیں رہی تھی۔ پاشا کے اندر چھن کر کے کچھ ٹوٹا تھا۔ ساری دنیا کو خوفزدہ کرنے والے انسان کی اپنی بیٹی، خوف میں بڑی ہوئی تھی۔ جس کا خوف کے مارے سانس بند ہو جاتا تھا۔

وہ کسی روبوٹ کی طرح گاڑی میں بیٹھ کر ڈیش بورڈ کو گھور رہی تھی۔ ذوہان نے گاڑی سٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی۔ وہ بے حرکت ویسے بیٹھی تھی۔ تھوڑا آگے جانے پر اس نے چونک کر ذوہان کو دیکھا۔ ڈرائیور کرتے ذوہان نے گردن موڑ کر اس کی جانب دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"کون ہیں آپ.....؟" گول آنکھوں کو حیرت سے کھولے عجیب سے انداز میں سوال کیا گیا تھا۔ ذوہان کے کچھ بھی بولنے سے پہلے وہ پھر سے بولنے لگی۔

"میری کیڈنیپ پر اشعر بھائی کی جگہ آپ کیوں آئے۔؟" مجھے آپ کی وجہ سے کیڈنیپ کیا گیا تھا۔؟ ہوش میں آتے اس کے سوال شروع ہو گیے تھے۔ جن کے

جواب ذوہان کے پاس نہیں تھے۔آنکھوں کو حیرت سے چھوٹا کیے وہ ذوہان کو مشکوک نظروں سے دیکھ رہی تھی۔جیسے اسے جانتی ہی ناہو۔

"فلحال آپ ریلیکس کریں۔"ذوہان نے اسے بنا دیکھے سٹریگ وہیل گھما کر موڑ بدلا۔

"گاڑی روکے۔"اس کے اگلے سوال پر ذوہان نے بے زاری سے اسے دیکھا۔

"ہانیہ،اس وقت خاموشی سے بیٹھی رہیں۔آپ کو جو بھی کرنا ہے۔بعد میں کر سکتی ہیں۔"

"مجھے کڈنیپ کیوں کیا گیا۔؟"اس کی بات کو ہوا میں اڑا کر اس نے اگلا سوال کیا۔

"یہ آپ کو پتا ہونا چاہیے۔انھوں نے آپ کو بتایا نہیں۔؟"ذوہان کا اس سے بحث کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔اور وہ چپ ہونے والی نہیں تھی۔

"بھائی جان کی جگہ آپ کیوں آئے۔؟"اسے بھی اپنے سوال کے جواب چاہیے

تھے۔یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ آسانی سے نہیں بتایا گا۔

"ہانیہ سٹوپ اٹ پلیززززز۔۔۔"گاڑی کی ٹائر چرچر کی آواز سے روکے۔ہانیہ بت بنے اسے دیکھ رہی تھی جو تیز سانس اور غصے کو ضبط کرنے کی انتہا پر تھا۔سٹر یگ وہیل پر سر رکھے ذوہان نے لمبا سانس لیا۔

سرخ آنکھوں سے اس نے ہانیہ کو دیکھا۔زندگی میں پہلی بار اسے ذوہان سے خوف آیا تھا۔پیچھے ہوتے وہ دروازے کے ساتھ لگ گئی۔ذوہان نے بولنے کیلیئے ہونٹ کھولے،وہ جلدی سے ہنڈل کھول کر باہر نکل گئی۔جہاں دور دور تک تپتی دھوپ کے علاوہ سنسان سڑک تھی۔

www.novelsclubb.com

"فاڈ گاڈ سیک،ہانیہ آج نہیں۔"وہ دروازہ کھول کر باہر آیا۔اس کی سانس بھول رہی تھی۔

دور تک پھیلی سڑک کو دیکھ کر وہ جیسے کچھ ڈھونڈ رہی تھی۔وہ اپنے حواسوں میں نہیں تھی۔اسے اپنا آپ غیر محفوظ لگ رہا تھا۔اور آس پاس ایسی کوئی چیز موجود

نہیں تھی۔ جو اسے محفوظ ہونے کا حوصلہ دیتی۔

"بھائی جان کے پاس جانا ہے مجھے۔" ذوہان کے آگے بڑھتے، وہ دو قدم پیچھے ہو گئی۔ آج وہ خود اس سے دور جانا چاہ رہی تھی۔ جس شخص سے اس کے وقت کیلئے لڑتی تھی۔ جو اپنے الفاظوں سے اسے چھونے کی طاقت رکھتا تھا۔ جو پوری دنیا میں اس کا فیورٹ انسان تھا۔ جس کے چہرے کو بنا دیکھے اس نے سکیچ بنایا تھا۔ آج اسی ذوہان نے اسے خوف آ رہا تھا۔ کیونکہ آج سامنے کھڑا شخص وہ ذوہان سراج نہیں تھا۔ جیسے وہ جانتی تھی۔

www.novelsclubb.com

"آپ کو مجھ سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے ہانیہ۔ میں آپ کو بھائی جان کے پاس ہی لیے کر جا رہا ہوں۔" ذوہان نے اپنے لہجے میں نرمی گھلنے کی کوشش کی۔ وہ لڑکی اس کے سختی برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ جو صرف اس کے بدلے ہوئے روپ سے خوفزدہ ہو گئی تھی۔

"میں آپ سے نہیں ڈر رہی۔" کانپتے ہاتھوں کو ہونٹ پر رکھے وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگ گئی۔اس کا پورا جسم کانپ رہا تھا۔

"مجھے آپ سے نہیں، پوری دنیا سے خوف آتا ہے۔" روتے ہوئے وہ گاڑی کے دروازے سے ٹیک لگائے سڑک پر بیٹھ گئی۔

"میں نارمل لڑکی نہیں....." دونوں ہاتھوں میں چہرے چھپائے، وہ بچوں کی طرح بلک بلک کر رو رہی تھی۔

ذوہان نے کوٹ اتار کر گاڑی کے پیچھلی سیٹ پر پھینکنے والے انداز میں رکھا۔بھاری قدموں سے چلتا ہوا۔وہ اس کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔

وہ اس کے سامنے بیٹھا تھا۔اور اسے محسوس نہ ہو۔یہ ممکن نہیں تھا۔ہانیہ نے چہرے سے ہاتھ کو ہٹایا۔سرد سانس اندر کھینچیتے، اس نے ذوہان کو دیکھا۔

"میرے بابا قاتل ہیں۔" وہ اب بے آواز رو رہی تھی۔بولتے ہوئے اس کے

ہونٹوں کی کپکپاہٹ واضح تھی۔ذوہان بناتاثر اسے سن رہاتھا۔وہ زندگی کا سب سے کڑواسچ اسے بتانے جارہی تھی۔

"بچپن سے میں ایک خواب دیکھ رہی ہوں۔"ذوہان کو دیکھتے وہ اپنی بات کو توڑ توڑ کر بیان کررہی تھی۔ کبھی بات کا سرے کہیں سے پکڑلیتی تو کبھی کہیں سے۔

"ماما کے بعد بھائی جان نے دو گھر شہر بدلے۔تاکہ لوگوں مجھے امنار مل نہ کہے، مجھے لوگوں سے خوف آتا تھا۔ سرخ رنگ سے خوف آتا، مجھے وہ..........خون لگتا تھا.......ایک دن سکول میں کسی لڑکی کے پاؤں پہ چھوٹ لگ گئی......اس کا خون دیکھ کر......میں......."

وہ ہر بات یاد کرتے سوچ سوچ کر بول رہی تھی۔

"میں.......پوری کلاس میں چینخنے لگ گئی....اور.....سب سے آخر میں جاکر

کرسی کے نیچے چھپ گئی۔پر سنبل نے بھائی جان کو بولایا،اور کہا..........میں نارمل لڑکی نہیں ہوں......میں سائیکو ہوں..."

ذوہان نے دیکھااس کی خوبصورت گول آنکھوں میں دنیا بھر کی ویرانی چھاگئی۔

"بھائی جان نے وہ شہر چھوڑ دیا۔"وہ بول رہی تھی۔اورذوہان خاموشی سے اس کے چہرے سے نظریں ہٹائے اسے سن رہا تھا۔

وہ اسے ٹوٹے ہوئے الفاظ میں ادھوری بات بتا کر دوسری بات شروع کر دیتی، ذوہان اس کے ادھورے الفاظ سے پوری کہانی آسانی سے سمجھ رہا تھا۔

کہ کیسے اشعر نے اس کی وجہ سے اپنی پسند کی لڑکی سے رشتہ اس وجہ سے توڑ دیا، کیونکہ اس کے بھائی نے ہانیہ کو ابنارمل سمجھ کر اسے ہراس کرنے کی کوشش کی تھی۔عین موقع پر اشعر نے آکر نہ صرف اس لڑکے کی بری حالت کی۔اس لڑکی سے رشتہ بھی توڑ دیا۔

وہ لڑکی اپنے بھائی کو غلط کہنے کے بجائے، ہانیہ کو ابنارمل کہہ رہی تھی۔

"خواب والا لڑکا.... چودہ پندرہ سال کا.... بابا نے اس کے سامنے...... گولیاں چلائیں...... تین گولیاں۔۔"

کھوئے ہوئے انداز میں کہہ کر اس نے تین کہتے ذوہان کو دیکھا۔

"میری تھراپی ہوئی.....تا کہ مجھے وہ خواب نہ آئے............بھائی جان مجھے بابا سے نہیں ملنے دیتے.........انھوں لگتا ہے۔مجھے خواب ان کی وجہ سے آتے ہیں۔"

ذوہان اس کی ٹوٹی باتوں کے پیچھے موجود کہانی کو جانتا تھا۔سو وہ اسے بنا کچھ پوچھے، صرف اسے سن رہا تھا۔لیکن جو وہ اب بولنے جا رہی تھی۔وہ اس بات سے ناواقف تھا۔وہ اسے حیران کرنے کے ساتھ اس کے سوالوں کا جواب دینے جا رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

آخر کیوں اس نے ہانیہ کو وہ جگہ دی، جو کوئی اور لڑکی نہیں لیے سکی۔ حتی کہ اس کی اپنی بیوی بھی نہیں۔؟

اور کیوں تقریر نے ان دونوں کو ملوایا تھا۔؟

"بابا سے ڈر نہیں لگتا مجھے.......وہ لڑکا...." ہانیہ نے روتے ہوئے آنسوں سے بھری آنکھوں سے ذوہان کو دیکھا۔ جو شیدت سے اس کے بولنے کا انتظار کر رہا تھا۔ وہ کیا بولنے والی تھی۔

"میں اس لڑکے کا چہرہ نہیں بھول سکی...." رونے کی آواز میں ہچکی بھی شامل ہو گئی۔

www.novelsclubb.com

"میں اتنے سال یہ سوچتی رہی۔ وہ اب کیسا ہو گا۔؟ کہاں ہو گا۔؟ میرے بابا نے اس کے بابا کو قتل کر دیا۔ اور وہ چیخ رہا تھا....روتے ہوئے....."

وہ روک کر وہ پھر سے رونے لگی۔ اس کے رونے میں ایک تڑپ اور کرب تھا۔ جو

سالوں سے وہ اپنے ساتھ لیے جی رہی تھی۔

"اس نے میری آنکھوں میں دیکھا۔ان آنکھوں میں کچھ ایسا تھا۔میری زندگی وہی روک گئی۔"آنسوؤں کے بیچ اس نے ذوہان کو دیکھنا چاہا۔ذوہان کا چہرہ دندھلا پڑ گیا۔ہاتھوں سے آنکھوں کا منظر صاف کرتے وہ پھر سے اسے دیکھنے لگی۔

"اس لڑکے کی خاطر میں نے اپنی زندگی نہیں جی ذوہان۔"

اس کے رونے میں اب تڑپ شامل ہو گئی تھی۔ایک ناقابل بیان درد اور اذیت تھا۔جو وہ آج تک کسی سے نہیں کہہ سکی تھی۔وہ اس سے بنا نظریں ہٹائے رو رہی تھی۔وہ اسے اپنے درد کی انتہا بتا رہی تھی۔اپنی زندگی کی اذیت بیان کر رہی تھی۔

ذوہان کی آنکھوں کا گوشہ بھیگ گیا۔ہانیہ نے آنسوؤں بھری آنکھوں سے ہاتھ بڑھا کر اس کی آنکھ کا کنارہ صاف کیا۔ذوہان اس کی حرکت پر حیران ہوا۔وہ کب سے رو رہی تھی۔لیکن اس نے چپ نہیں کروایا تھا۔اور وہ اپنی آنسوؤں بھری آنکھوں سے اس کے ایک آنسو کو بھی دیکھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"کاش میں اس سے کبھی مل سکوں۔اور اسے کہوں۔۔" وہ بولتے ہوئے پھر سے روک گئی۔ذوہان کو آج اس کا روکنا اچھا نہیں لگ رہا تھا۔وہ اس کے بولنے کا انتظار کر رہا تھا۔اس نے آنکھیں بند کر کے سر پیچھے دروازے سے لگایا۔

وہ اب رو نہیں رہی تھی۔تیز سانس لیے رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

****

"کاش میں اسے کبھی مل سکوں۔اور اسے کہوں۔؟" ڈرائیور کرتے ذوہان نے چہرے دوسری سیٹ کی طرف کیا۔گہری نیند میں وہ وقفے وقفے سے ہچکی لی

رہی تھی۔ جیسے کوئی بچہ روتے ہوئے سو جائے۔

اسے پیچھلے سب سوالوں کے جواب مل گئے تھے۔ وہ اس سے کیوں ملا۔؟ ہانیہ اس کیلئے اتنی اہم کیوں تھی۔؟ مگر ایک اور سوال تھا۔ جو اس کے دل دماغ کو ہلا گیا تھا۔

وہ جاننا چاہتا تھا۔ اسے ذوہان سے کہنا تھا۔

"اس لڑکے کی خاطر میں نے اپنی زندگی نہیں جی ذوہان۔" سنسان سڑک، اور گاڑی کا سکوت اسے بے چین کر رہا تھا۔ اس نے شیشے سے باہر دیکھا۔ وہ پوری زندگی بے حسی کا لبادہ اوڑھ ملکوں ملکوں گھوم رہا تھا۔ اور کوئی اس کیلئے اپنی زندگی کو روک کر بیٹھا تھا۔

****

وہ ابھی ایک گھنٹے کا شاور لے کر واش روم سے باہر آئی تھی اسے لگ رہا تھا۔اگر اس نے خود کو ریلکس نہ کیا تو اسکا دماغ پھٹ جائے گا...ابھی بھی وہ یہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ جو ہوا ہے کیا وہ سچ ہے یا کوئی گھٹیا مذاق۔۔۔؟

گیلے بال کندھوں پر بوند بوند برس رہے تھے۔کھڑکی کے ریشمی پردوں میں آتے، سامنے گھر کی چھت پر اسے ذوہان نظر آیا۔اس کی نظر پڑنے سے پہلے ہی وہ پوش اپ لگا رہا تھا۔اسے دیکھتے وہ غیر خیالی میں پوش اپ گننے لگی۔ تیس پوش اپ ہو گئے تھے۔ہانیہ نے گننا بند کر دیا۔ لیکن وہ بنا رو کے ابھی تک پوش اپ لگا رہا تھا۔

بلک ٹی شرٹ ٹراؤزر میں الجھے بھورے بالوں کا کھجا ماتھے پر جھکا بار بار چھت کو چھو

رہا تھا۔اس کی نظریں ذوہان کے پاؤں سے بازوؤں کا سفر کر رہی تھی۔اسے نہیں یاد تھا، کبھی اس نے کسی مرد کو اتنی توجہ سے دیکھا، یا محسوس کیا ہو، وہ جیم نہیں جاتا تھا۔پر ٹی شرٹ سے نظر آنے والے بائی سیپس کسی جیمیر جیسے ہی تھے۔تو وہ گھر میں یہ سب کرتا تھا۔

ہوا سے ریشمی پردوں میں حرکت ہوئی، وہ پچھلے پندرہ دن سے اس سے نہیں ملی تھی۔اور ان پندرہ دنوں میں ذوہان سراج خود کو سنبھال چکا تھا۔وہ حقیقت کو تسلیم کر چکا تھا۔لیکن وہ ہانیہ سے ملے بغیر پاکستان سے نہیں جانا چاہتا تھا۔

گھر واپس آتے ہی اسے بخار ہو گیا تھا۔بخار میں ذوہان اس سے دو دفعہ خود گھر ملنے آیا تھا۔لیکن وہ ہر بار اشعر کی گود میں سر رکھے سو رہی ہوتی۔وہ رابیل سے باتیں کر کے واپس چلا جاتا۔

ذوہان کو یہ دیکھ کر اندازہ ہو گیا تھا۔وہ ہر مشکل میں سب سے پہلے بھائی جان کو کیوں پکارتی تھی۔انھوں نے ہانیہ کو بھائی کی طرح نہیں، اپنی اولاد کی طرح پالا تھا۔

اشعر کی گود میں سر رکھے اس نے ذوہان کو پہلی بار اجنبیوں کی طرح دیکھا تھا۔جو صرف رابیل بھابھی کا کزن بھائی تھا۔

ریشمی پردوں سے وہ ذوہان کو ٹکٹکی باندھے دیکھ رہی تھی۔وہ ابھی تک پوش اپ کر رہا تھا۔بے زاری سے ہونٹ کو کاٹتے وہ ناجانے کیوں اس کے تھک کر رو کنے کا انتظار کر رہی تھی۔

"آپ مجھے ڈاون کرنا چاہتی ہیں۔؟"ذوہان کی کہی بات یاد آنے پر وہ چونک گئی۔ اور پھر اپنے چونکنے پر خود ہی حیرت کا شکار ہوئی۔وہ انسان اس کی سوچوں پر بھی قابض ہو کر غالب رہتا تھا۔

www.novelsclubb.com

اس کی ٹکٹکی کا تسلسل فون پر آنے والی کال سے ٹوٹا۔ایک نظر بیڈ پر پڑے فون کو دیکھ کر اس نے ذوہان کو دیکھا۔جو ہنوز پوش اپ لگا رہا تھا۔

سکرین پر آنے والے نام کو دیکھ کر وہ واضع چونکی،فون کان سے لگائے وہ واپس ریشمی پردوں کی آڑ میں آکر کھڑی ہو گئی۔

"اس طرح چھپ کر دیکھنے سے بہتر ہے۔ فیس ٹو فیس آکر بات کرلیں۔" وہ ابھی تک پوش اپ کر رہا تھا۔البتہ اس کا سانس بھولا ہوا تھا۔اس کے کان میں آئر بڈ لگے ہوئے تھے۔پر اس نے کال کب ملائی تھی۔؟

اب کی باری وہ چونکی نہیں تھی۔یہ بات طے تھی۔وہ انسان مشکوک اور عجیب تھا۔

"آپ مجھ سے بھاگ رہی ہیں۔؟"کان میں لگے آئر بڈ میں کوئی آواز نہ آنے پر وہ پھر سے بولا۔اور پوش اپ روک کر سیدھا کھڑا ہو گیا۔لیکن وہ اسے نہیں دیکھ رہا تھا۔

"میں آپ سے کیوں بھاگوں گئی۔؟"اس نے جواباًسوال کیا۔

"کیونکہ آپ کو لگ رہا ہے،اس دن کچھ زیادہ بول گئی۔" ذوہان نے سامنے کھڑی میں اس کی طرف دیکھا۔پردوں کی دوسری جانب عکس دھندلا تھا۔

"آپ کو ایسا کیوں لگ رہا ہے۔میں آپ کو ابنارمل سمجھوں گا۔میری نظر میں آپ

کا احترام کم نہیں ہوا۔ میں آج بھی آپ کا ویسے ہی احترام کرتا ہوں۔ جیسا پہلے دن کرتا تھا۔ اور تھنگ کرنا بند کریں گئیں۔۔؟" ریلنگ پر ہاتھ رکھے آگے کو جھکا اب اس کی پوری توجہ سامنے کھڑی پر تھی۔

"بھاگ نہیں رہی، بخار تھا۔"

"یہ آدھا سچ ہے۔" جواب اسی انداز میں آیا۔

"ہاں، آپ طرم خان ہے۔ آپ کو سب کچھ پتا ہوتا ہے۔ کون کیا سوچ رہا ہے، کہاں سے دیکھ رہا ہے۔ میں چپ ہو تو غنیمت جانے اسے، ورنہ میرے سوالوں کے جواب نہیں دے سکے گئے۔" وہ بے زاری سے ایک ہی سانس میں بولی۔

"کچھ سوالوں کا جواب جاننے ضروری نہیں ہوتا ہانیہ۔"

"مجھے کڈنیپ کیا گیا تھا مسٹر ذوہان سراج۔

"آپ کو کچھ ہوا تو نہیں۔"

"کیا کرنا چاہتے ہیں آپ مجھے، سانس لیتی آپ کو برداشت نہیں ہو رہی.؟"

ذوہان سراج کون تھا اور کیا چیز تھا۔وہ دو سال میں سمجھ نہیں سکی۔وہ اسے اس سے زیادہ جانتا تھا۔اس کی بات کہیے بنا سمجھ جاتا تھا۔وہ اس کیلیئے بے لوث تھا۔پھر بھی وہ اسے کبھی کبھی سخت ناپسند کرنے لگتی۔جس کے پیچھے وجہ تھی۔اس کا اپنی اصلیت کو چھپا کر رکھنا۔

"کیا کریں گئی جان کر،اوکے فرض کریں آپ کو سب کچھ پتا چل جاتا ہے،اس کے بعد آپ کیا کریں گئیں۔؟"

"بتانے میں کیا ایشو ہے آپ کو۔۔کوئی خاص وجہ چھاپنے کی...؟"

"اب آپ کو وجہ بھی جاننی ہے۔آپ کیلیئے اتنا کافی نہیں ہے۔ایک انسان آپ کو بچانے کیلیئے اپنی جان پر کھیل گیا۔" وہ غیر سنجیدہ ہوا۔بھولا ہوا سانس اب پرسون سانس میں بدل گیا۔

"اور میری جان کو داؤ پر لگایا کس نے تھا۔؟اب یہ مت کہیے گا۔آپ کی وجہ سے نہیں ہوا۔کیڈ نیپر نے،بھائی جان کو نہیں آپ کو کال کی۔۔۔کیوں.....؟"اس نے کیوں کو کھینچا۔

"بس یہ ایک بات مل گئی،اسی کو پکڑ کر بیٹھی رہے۔"ریلنگ پر جھکا وہ سیدھا ہوا۔ ہانیہ نے کمرے کے کونے میں رکھا،فٹبال اٹھا کر کھڑکی سے ذوہان کا نشانے لگاتے پوری قوت سے توپ کے گولے کی طرح اس پر پھینکا۔مد مقابل بھی ذوہان سراج تھا۔جس کی حس سننے اور دیکھنے میں اس قدر تیز تھی۔وہ آسمان سے گرتے گولے کو کیسے نہ دیکھ پاتا۔

"کرتن کیلے...."ذوہان بروقت ایک طرف ہوتے اونچی آواز میں بولا۔

فٹبال چار دیواری سے ٹکرا کر اوچھلتا ہوا،لان میں رکھے گلدان پر جا گرا۔مظلوم گلادان،دو بے حس لوگوں کی لڑائی میں شہید ہو گیا۔

"اب پتا چلا توپ کیسے کہتے ہیں۔؟"ریشمی پردے اب ہٹ گئے تھے۔گول

آنکھوں کا گھورنا وہ اتنی دور سے بھی دیکھ رہا تھا۔

"آپ کا بس چلے، دوسری سانس نہ لینے دیں مجھے۔" ذوہان نے کھڑکی کو دیکھ کر خفگی سے کہا۔اب اس کا رخ چھت سے نیچے کی طرف تھا۔ چھت کی سیڑھیاں سیدھا ہال میں جاتی تھیں۔ہال سے ہو کر وہ لان میں آیا اور فٹبال اٹھا کر لان کی دوسری طرف دیوار سے باہر پھینکا۔

"ذوہان وہ میرا فیوریٹ فٹبال....." اس کے الفاظ منہ میں رہ گئے۔ فٹبال دیوار سے پار خالی میدان میں جا چکا تھا۔

"اٹھا کر لائے۔" اس نے گویا حکم صادر کیا۔

"ملازم نہیں ہوں آپ کا.... جاؤ خود اٹھا کر لاؤ۔"

کال کٹ کر کے وہ اندر چلا گیا۔وہ جانتا تھا،اب وہ نہ صرف فٹبال لینے آئی گئ۔ بلکہ اس سے لڑنے گھر بھی آنے والی تھی۔

ٹھیک تین منٹ بعد وہ گیٹ سے دندناتے ہوئے اندر داخل ہوئی اور زخمی گلدان کو دیکھا۔ جس میں سفید پھول زمین بوس ہوا پڑا تھا۔ کیاری اور گلدانوں میں سفید پھول اس نے روبوٹک انسان کے ساتھ مل کر اپنے ہاتھوں سے لگائے تھے۔ فٹبال کو کرسی پر رکھ کر اس نے ٹوٹے ہوئے گلدان سے پھول کا پودہ باہر نکالا۔ اب وہ کیاری میں چھوٹے سے بیلچے سے جگہ بنا کر پودے کو نیا گھر دے رہی تھی۔ ذوہان کچن میں کھڑا اسے کن آنکھوں سے سب دیکھ رہا تھا۔

ہاتھ چھاڑ کر وہ سیدھی کھڑی ہوئی، بلو پینٹ کے اوپر اس نے بلک کلر کی اپنے سائز سے بڑی شرٹ پہنی ہوئی تھی۔ جس پر عجیب سی شکل کا کارٹون بنا ہوا تھا۔

اندر آ کر اس نے ذوہان کو گھورا، جو ایک ہاتھ سے چاکلیٹ شیک کو جگ سے گلاس میں انڈل رہا تھا۔ اور دوسرے ہاتھ میں چمچ پکڑا ہوا تھا۔ جس کے ساتھ چاکلیٹ لگی ہوئی تھی۔

کچن میں لگے سینک سے ہاتھ دھو کر وہ لڑنے کیلیئے میدان میں اتری۔

"چاکلیٹ شیک...."شیک اس کے سامنے سلیپ پر گلاس رکھ کر ذوہان نے کہنی سلیب سے لگائی۔ہانیہ نے ایک نظر گلاس کو دیکھ کر نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

"دو بج رہے ہیں۔آپ نے صبح کا کچھ کھایا ہو گا۔رابیل آپی ڈاکٹر کے پاس گئی ہے۔ باہر سے کچھ اوڈر نہیں کر سکتا،ابھی آپ کا بخار اترا ہے۔"سلیب سے سیدھا کھڑا ہو کر اس نے کیبنٹ سے ایک سٹرا نکال کر گلاس میں ڈال دیا۔

"اگر سٹرا کے ساتھ پینا ہو تو...."بے نیازی سے بات ادھوری چھوڑ کر وہ ہال میں آگیا۔ہانیہ نے کچھ کہیے بنا سٹرا ہونٹوں سے لگا کر،چاکلیٹ شیک اندر اترا۔

"اچھا بنا...؟"ہال کی طرف جاتے ہانیہ کی طرف اس کی کمر تھی۔وہ اس کا مسکرانا نہیں دیکھ سکتی تھی۔

"ہمم..."

صوفے پر بیٹھ کر اس نے دیوار میں نسب ٹی سکرین کو روشن کیا۔

"بھابی کو کیا ہوا۔؟ کچن کی ریولونگ چیر پر بیٹھے وہ ساتھ میں شیک بھی پی رہی تھی۔

"ائی ڈونٹ نو...." چینل تبدیل کرتے وہ مصروف انداز میں بولا۔ "ہانیہ وہ چمچ بھی صاف کر دینا، ورنہ چاکلیٹ ضائع جائے گی۔

"آپ کا روزہ ہے۔؟" شیک کا گھونٹ اندر اترتے اس نے پلیٹ میں رکھا چمچ دیکا۔ پندرہ روزے گزر گئے تھے۔اور وہ بخار کی وجہ سے ایک بھی روزہ نہیں رکھ سکی۔

"جی.. میرا روزہ ہے۔" ذوہان اسے ایک نظر دیکھ کر واپس فٹبال میچ دیکھنے لگا۔

"تو آپ نے شیک کیوں بنایا۔؟"

"روزے دار شیک نہیں بنا سکتا۔؟" جواباً ہمیشہ کی طرح سوال آیا۔وہ آنکھیں گھما کر رہ گئی۔ سوال پوچھنا ہی فضول ہے۔وہ انسان روزے میں اتنے پوش اپ لگا رہا تھا۔وہ سچ میں انسان نہیں روبوٹ تھا۔جو چارج ہوتا تھا۔ جس میں کوئی جذبات

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

نہیں تھے۔

"پروفیٹ ہزبیڈ میٹریل ہے۔شادی کر کے کسی کا بھالا کر دیں۔"سٹرا کو ہونٹوں میں دبے وہ بڑبڑائی۔

"کی تھی شادی،پر وہ مجھے چھوڑ گئی۔"ذوہان نے ابرو اٹھا کر صوفے سے ٹیک لگائے اسے دیکھا۔

"وہ کسی ایموشن لس انسان کے ساتھ نہیں رہ سکتی تھی۔"ہانیہ نے اسے مشکوک نظروں سے دیکھا۔دونوں کندھوں سے سے بال آگے کو جھول رہے تھے۔

"آپ سیریس ہیں۔؟"وہ ذوہان کی طلاق کی وجہ نہیں جانتی تھی۔اور نہ اس نے جاننے کی کوشش کی تھی۔

"جی میں سیریس ہوں۔"

"تو پھر اس نے آپ سے شادی کیوں کی تھی۔؟"

اسے گویا شوک لگا۔

"ایک اچھے لائف سٹائل کیلئے۔۔"اس نے سوچتے ہوئے کہا جیسے اندازلگا رہا ہو۔

"لیکن میں پاکستانی لڑکوں کی طرح رومانٹک باتیں نہیں کر سکتا۔"گہرا سانس خارج کرتے اس نے افسوس کیا۔ہانیہ کو نا جانے کیوں اس کی باتیں سن کر برا لگ رہا تھا۔کوئی اتنا مطلبی کیسے ہو سکتا ہے۔

"کیا سوچ رہی ہیں۔؟"اسے سوچ میں گم دیکھ کر ذوہان نے سوال کیا۔

"مطلبی اور بے حسی میں فرق کر رہی ہوں۔"وہ سوچتے ہوئے بولی،شیک ختم ہو گیا تھا۔اب وہ چمچ اٹھا کر چاکلیٹ کے جار سے چاکلیٹ نکال کر کھا رہی تھی۔ذوہان نے اس کی حرکت دیکھی تھی۔لیکن روکا نہیں تھا۔

"تو کیا سمجھ آیا آپ کو۔؟"وہ اب اسے دیکھ رہا تھا۔

"یہی کہ،آپ بے حس ہے،اور آپ کی ایکس وائف خود غرض،مطلبی۔۔؟"

چاکلیٹ کا چمچ منہ میں ڈالتے اس نے کڑوی بات کی۔ وہ اس کہاوت کو غلط ثابت کر رہی تھی کہ میٹھا بولنے کیلئے چینی کھانی چاہے۔ انسان چاکلیٹ کھاتے ہوئے بھی کڑوا بول سکتا ہے۔

"اسی خود غرضی نہیں کہتے، یہ حق اسے اسلام نے دیا ہے۔ وہ بنا کسی وجہ کے بھی مجھ سے الگ ہو سکتی ہے۔

اور اس کے پاس وجہ تھی، میں رومنٹک نہیں تھا۔"

اس کا انداز سمجھانے والا تھا۔ لیکن اس نے "تھا" بولا تھا۔ "ہوں" نہیں، چاکلیٹ جار میں چمچ سے آواز پیدا کرتے وہ اس روبوٹ انسان کے الفاظ کو سکین کر رہی تھی۔ کیا اس کے الفاظ کا وہی مطلب اور مفہوم تھا۔ جو وہ سمجھ رہی تھی۔؟ یا وہ کچھ زیادہ ہی سوچ رہی تھی۔

ذوہان رومنٹک نہیں تھا۔؟ سوال دماغ میں آتے ہی اس کی ساری حس تیز ہو گئی۔

اور پھر از کی کی کہی بات یاد آئی۔

"مہینے میں ایک دفعہ مصنوعی ہنسی والا شخص آنکھوں سے ہنسنے لگا ہے۔"

روبوٹک انسان رومنٹک نہیں تھا۔ تو اسے الفاظ سے کیسے چھوتا تھا. ؟سب ڈگمگ ہو رہا تھا۔

"اور کسی سے اچھے لائف سٹائل کیلئے شادی کرنا۔اس کے پیسوں کیلئے۔؟"

چاکلیٹ جار کو نیچے رکھتے وہ خفگی سے بولی۔اسے ذوہان کی بات کچھ خاص پسند نہیں آئی۔

"ہانیہ آپ کو معلوم ہے۔کسی سے نکاح کرنے کیلئے کن چار چیزوں کا ذکر حدیث میں آیا ہے۔"ذوہان کے سوال پر اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

"کونسی بتائیں۔۔"روموٹ سے ٹی سکیرین کو میوٹ کرتے اس نے ہانیہ کی طرف پہلو بدلا۔

"کسی کی خوبصورتی کی وجہ سے، خاندان اور نسب کی وجہ، دین اور...." بولتے ہوئے وہ آخر میں روک گئی۔ ذوہان نے ابرو اٹھا کر اسے بولنے کا کہا۔

"پیسوں اور پراپرٹی کی وجہ سے۔" چاکلیٹ کا چمچ بے زاری سے کھاتے اس نے ہار مان لی۔ روبوٹک انسان سے بحث میں ہار نانہ ممکن تھا۔ وہ پتا نہیں کیوں اس سے اختلاف کرتی تھی۔

"مطلب مل و دولت۔۔" ذوہان نے تصیح کی۔

"یہ سب تو عورت سے نکاح کیلئے ہے۔۔؟" ہانیہ نے سوچتے ہوئے سوال کیا۔ ہاں اسے یاد تھا۔ اس حدیث میں عورت سے نکاح کے بارے میں یہ سب آیا تھا۔

"جی، آپ بلکل ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ لیکن مجھے لگتا ہے، اگر کوئی عورت بھی ایک اچھے لائف سٹائل کیلئے کسی سٹیبل مرد سے شادی کرتی ہے۔ تو اس میں برا نہیں ہے۔"

ذوہان نے عام سے انداز میں کہا۔ جیسے یہ اس کیلیۓ کوئی بڑی بات نہ ہو۔ ہانیہ ہمیشہ کی طرح اسے گھور کر دیکھ رہی تھی۔

ہاں وہ انسان یہ بات کہہ سکتا تھا۔ کیونکہ اسے انسانوں سے انسیت نہیں ہوتی تھی۔

"اب کیا سوچ رہی ہیں، زرا اوچا سوچ لیا کریں۔ مجھے سنائی نہیں دیتا۔"

"پاکستان میں ایسی عورتوں کو اچھے القابات سے نہیں نوازا جاتا۔" ہانیہ نے گویا اعلان کیا۔

"آپ ایک عورت کو کر یہ بات کر رہی ہیں۔؟" ذوہان نے اسے شرمندہ کرنا چاہا۔

"پاکستان میں تو اور بھی بہت کچھ ہو رہا ہے۔ جو چیز اسلام نے حرام نہیں کی۔ وہ یہاں کے لوگوں نے ایک دوسرے پر حرام کی ہوئی ہے۔ سب سے بڑھ کر ایک دوسرے کا جینا حرام کیا ہوا۔" وہ یک دم سنجیدہ ہوا۔

چاکلیٹ جار کو بند کرتے وہ ذوہان کی باتیں بھی سن رہی تھی۔

"گڈ، زیادہ چاکلیٹ ٹھیک نہیں ہوتی۔" جار بند کرتے اس نے جھکے سر سے صرف آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا۔

"آپ میری چاکلیٹ کا حساب لگا رہے تھے۔؟"

"کیا میں نے آپ کو روکا۔۔؟" ذوہان نے ابرو اٹھایا۔ جار سلیب پر رکھ کر وہ سینک میں گلاس دھونے لگی۔

"ہانیہ رہنے دیں، میں دھو لوگا۔" وہ اس کی بات کو نظر انداز کر کے اگلے لمحے چھاگ کے ببل بنا کر گلاس کو چھاگو چھاگ کر چکی تھی۔ ذوہان نے اسے عجیب نظروں سے دیکھا۔

"اسے کہتے ہیں، گئی بھینس پانی میں۔۔" ذوہان کی بات پر ہنستے ہوئے اس نے پلٹ کر دیکھا۔

"آپ کی اُردو اتنی اچھی کیسی ہیں۔؟" گلاس دھو کر وہ پلٹی ہی تھی۔ اس کے گیلے

www.novelsclubb.com

ہاتھوں سے گلاس نیچے پھسلا۔گلاس کے ساتھ وہ بھی بھرتی سے زمین کی جانب جھکی۔

"ہانیہ...؟"ذوہان صوفے سے کھڑا ہوا۔لیکن اسے شیشہ ٹوٹنے کی آواز نہیں آئی تھی۔سلیب کے نیچے سے وہ کسی خلائی مخلوق کی طرح نمودار ہوئی۔گلاس اس کے ہاتھ میں تھا۔اور چہرہ دیکھ کر کوئی بھی بتا سکتا تھا۔اس کا دل اس وقت پوری رفتار سے دھڑک رہا تھا۔

ہنستے ہوئے اس نے ذوہان کو دیکھا۔جیسے سپر پاور سے اس نے پوری دنیا کو بچالیا ہو۔

"کیونکہ میں پاکستانی ہوں۔"وہ واپس صوفے پر بیٹھ گیا۔

"ہانیہ کچن سے باہر آجائیں پلیز، آپ کی وجہ سے میری ساری حس کو حاضر ناظر رہنا پڑتا۔جب آپکا سایہ آس پاس ہو، بندہ ریلیکس نہیں رہ سکتا۔"

"میں نے کیا کیا ہے۔۔؟"گلاس سلیب پر رکھ وہ ابھی تک وہی کھڑی تھی۔

"یہی تو مسئلہ ہے۔ آپ کو پتا ہی نہیں چلتا، کیا کیا کر جاتی ہے۔"

"مسٹر ذوہان سراج، exaggerate کرتے ہوئے۔" اونہہ والے انداز میں کہہ کر وہ چلتے ہوئے ہال کی طرف آئی۔

"آپ پاکستانی ہے تو آپ کا فیس پاکستانیوں جیسا کیوں نہیں۔"

اب وہ اس کے ساتھ ذرا فاصلے پر صوفے پر بیٹھی تھی۔

"کیا ہے میرے فیس کو۔؟" ذوہان نے چہرہ کا رخ اس کی طرف کیا۔ جیسے وہ اس کے چہرے میں سے نقص نکال رہی ہو۔

"آپ کی یہ تیز تلوار جیسی ناک، اور یہ ٹائیگر جیسے دانت، پاکستانیوں جیسے نہیں.......آپ پاکستان چھوڑ کر کیوں گئے تھے۔۔؟"

اس کے نقوش گنواتے، اچانک یاد آنے پر وہ اوچھل کر ایک پاؤں صوفے کے اوپر رکھ کر ذوہان کی طرف گھوم گئی۔ ذوہان کا چہرہ ہال سے باہر لان کی طرف تھا۔ اور

وہ ایک پاؤں صوفے پر رکھے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔ سوال کرتے ہی، اگلا خیال بجلی کی تیزی سے اس کی دماغ میں آیا۔

روبوٹک انسان اپنے بارے کچھ بھی آسانی سے بتانے والا نہیں تھا۔

"ایک منٹ......" ذوہان کے بولنے سے پہلے اس نے اپنے دائیں ہاتھ کی دو انگلیوں کو گن کی طرح لوڈ کر کے ذوہان کے عین دل کی جگہ رکھا۔

"آپ اگلے تین سوال بنا گول کیے صاف صاف جواب دیے گئے۔۔" ذوہان نے مسکراتی آنکھوں سے سر جھکا کر اپنے دل پر اس کی دو گن نما اُنگلیوں کو دیکھا۔

"ورنہ آپ مجھے شوٹ کر دیں گئی۔؟" وہ غیر سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔ جواب میں ہانیہ نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔ وہ ایک مغرور ادا سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"اوکے پوچھے۔" ذوہان نے اپنی کہنی صوفے کی پشت پر رکھ کر اس کی طرف دیکھا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

۔وہ دونوں اب ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔

"آپ کا فیس ایسا کیوں ہے۔؟" مسکراتے ہوئے اس نے پہلا سوال کیا۔انگلیوں کی گن کو سینے پر دباتے اس نے ابرو اٹھا کر یاد کروایا۔۔

"میری موم ترکی کی تھی۔" ذوہان کے جواب پر وہ واضح حیران ہوئی۔

"اس لیے آپ کی آنکھیں اور ناک ایسا ہے۔؟"

"کیا یہ دوسرا سوال ہے۔؟"

"نہیں۔۔۔" وہ جلدی سے بولی۔

"پاکستان سے کیوں گئے۔؟" اس نے فوراً دوسرا سوال کیا۔ کہیں روبوٹ کا ارادہ ہی نہ بدل جائے۔

"میرے بابا اکلوتے بیٹے تھے، ان کے بعد یہاں کوئی تھا نہیں، جس کے ساتھ میں رہتا۔اس لیے ماموں مجھے واپس ترکی لیے گئے تھے۔رابیل آپی بھی بابا کے کزن

www.novelsclubb.com

کی بیٹی ہیں۔"

ذوہان نے صوفے پر ڈھیلے انداز میں بیٹھ کر تفصیل سے جواب دیا۔ مطلب روبوٹ کا موڈ آج خوشگوار تھا۔

ہمم...."سوچتے ہوئے اس نے لان سے پار گیٹ کو دیکھا۔

"پاکستان واپس کیوں آئے۔؟"

"ایک کام کے سلسلے میں۔۔؟"

"کونسا کام..؟"

یہ چھوتھا سوال ہو گیا۔"ذوہان نے ابرو اٹھا کر کہا۔

"نہیں، تیسرا ہے۔" سینے سے گن کو ہٹا کر وہ سیدھی ہو کر احتجاج والے انداز میں بولی۔روبوٹ نے ٹوک دیا تھا۔ مطلب اب وہ کسی بات کا سیدھا جواب نہیں دینے والا تھا۔ عجیب انسان افففف۔۔۔!

"جی نہیں، تیسرا سوال تھا، پاکستان کیوں آئے۔" ذوہان صوفے سے کھڑا ہو گیا۔

ہانیہ منہ بنائے اسے دیکھ رہی تھی۔

"آپ مجھے پینوٹیز نہیں کر سکتی۔" ذوہان نے اسے اور تپایا۔

"مجھے آپ سے تین چیزیں چاہیے۔" وہ اسی معصومیت سے بولی۔ سوالوں کے جواب تو اب نہیں ملنے والے تھے۔ اس کا موڈ اتنا بھی خوشگوار نہیں تھا۔ وہ برسات کی طرح تھا۔ کبھی دھوپ میں بھی برس جاتا تھا۔ اور کبھی کالے گھنے بادلوں کا دیکھاؤ کر کے بھی ایک بوند نہیں دیتا تھا۔

"مجھ سے، یا میری چیزیں۔؟" روک کر وہ سوچتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔

"دونوں۔" صوفے پر بیٹھے اس نے سر اٹھا کر ذوہان کو دیکھا۔

"کیا چیزیں۔؟"

"آپ کا پرفیوم۔"

"جینٹس پرفیوم۔؟"ذوہان نے تصدیق چاہی۔اس نے جواب میں ہاں میں سر ہلایا۔

"مجھے جینٹس پرفیوم پسند ہے۔"

"جینٹس پرفیوم ڈارک ہوتے ہیں اس لیے۔"اس نے پوچھا۔

"جی۔"

"لڑکیوں کے پرفیوم بھی کافی اچھے ہوتے ہیں۔"ہانیہ کو لگا وہ پرفیوم دینے کے ارادے میں نہیں تھا۔

"اسلامیک وے میں لڑکیوں کے اچھے ہوتے ہیں۔لیکن میں ہلی ہوئی ہوں۔"اس نے معصومیت سے جواب دیا۔

"یہ آپ بلکل ٹھیک کہہ رہی ہیں۔"ذوہان اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔

"ہمم،کوئی مجھے نہیں سمجھ سکتا۔"وہ صوفے سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔ذوہان اس

کیلئے پرفیوم لینے جارہا تھا۔ یہ سوچ کر ہی اس کے گال خوشی سے پھول گئے۔ تھے۔ آنکھیں شرارت سے بند کر کے کھولتی۔ وہ اپنی خوشی منا رہی تھی۔ جو سیڑھیاں چڑھتا ذوہان نہیں دیکھ رہا تھا۔

"جی آپ بہت بڑی توپ ہیں۔" اس نے لاپرواہی سے کہا۔

"سامنے کھڑے ہو جائیں، اڑا دوں آپ کو۔" ذوہان اس کی غیر سنجیدہ بات پر رک کر اسے دیکھنے لگا۔ جو اسے نہیں دیکھ رہی تھی۔

"آپ کا بس نہیں چلتا، ورنہ قتل کر دیں میرا۔ موقع تلاش کر رہی ہوتی ہیں۔ کہیں سے کچھ مل جائے بس۔"

بات مل کر کے وہ اپنے کمرے میں چلا گیا۔

"کبھی یاد کریں گئے میری یہی باتیں، جب آپ کی زندگی میں نہیں رہوں گئی۔" صوفے پر گھٹنوں کے بل کھڑے ہو کر اس کے کمرے کو دیکھتی وہ اعلان کر رہی

www.novelsclubb.com

تھی۔

"آپ نہیں مرنے والی اتنی جلدی۔۔" ہاتھ میں پرفیوم لیے وہ کمرے سے باہر آیا۔

صوفے کی پشت پر ٹھوڑی رکھے وہ ذوہان کے ہاتھ میں پرفیوم کو دیکھ رہی تھی۔ جیسے وہ اپنی ساری پراپرٹی اس کے نام کر رہا تھا۔

"دوسری کیا چیز۔؟" ذوہان نے پرفیوم اس کی طرف بڑھایا۔ جیسے وہ ایک جھٹکے سے اپنے دونوں ہاتھوں میں مضبوطی سے پکڑے اب چمکتی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔

"تھنگیو۔" خوشی سے کہتے وہ واپس سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔

"آپ کا یہ بریسلٹ۔" پرفیوم کا سپرے اپنی کلائی پر کر کے اس نے خوشبو کو اپنے اندر اتار کر، ذوہان کے دائیں ہاتھ کی کلائی کی طرف اشارہ کیا۔ ذوہان نے اپنے ہاتھ کو دیکھا۔

"یہ برسلنٹ نہیں ہے ہانیہ...... تسبیح ہے۔" ذوہان نے ہاتھ ہوا میں بلند کر کے اسے دیکھایا۔ ہانیہ نے پہلی بار اس کے ہاتھ پر لکڑی کے دانوں سے بنی اس تسبیح کو دیکھا۔ جو بلکل کسی برسلنٹ کی طرح لگتا تھا۔

"مجھے جب بھی ٹائم ملتا ہے۔ میں اسے اتار کر پڑھ لیتا ہوں۔ اگر آپ کو چاہیے تو میں نیو لا دوں گا۔"

ذوہان اس کی معصومنہ فرمائیں پر مسکرا رہا تھا۔ وہ سچ میں کیوٹ تھی۔

"مارکیٹ مجھے بھی نظر آتی ہے۔ مجھے یہی چاہے۔" برسلنٹ ارف تسبیح کو گھورتے اس نے نئ فرمائش کی۔

"اوکے۔"

کچھ دیر سوچنے کے بعد ذوہان نے اپنے ہاتھ سے تسبیح اتار کر اسے دے دی۔ وہ اس کے ہاتھ میں کافی وقت سے تھی۔ تسبیح کا ایک واضح نشان اس کی کلائی پر بنا ہوا تھا۔

دو تہوں میں قید تسبیح اس کے ہاتھ پر تین تہوں میں کھلی تھی۔اور چوتھی تہے آ نہیں سکتی تھی۔

"اس میں کچھ دانہ نکال کر اپنے سائز کا بنا لینا۔" ذوہان نے اسے اپنی طے مشورہ دیا۔

"تیسری چیز۔؟"

"وہ، میں .... بھول گئی۔" تسبیح کو اپنی کلائی پر پہنتے وہ الجھے ہوئے انداز میں بولی۔

www.novelsclubb.com

****

اگلے پندرہ دن وہ ذوہان سے روز ایک ہی بحث کرتی رہی تھی۔

"مجھے کڈنیپ کیوں کیا گیا۔؟"

"کیڈنیپر کون تھے۔؟"

"آپ کون ہیں۔؟" مدمقابل بھی ذوہان سراج تھا۔نہ وہ سچ بتانے والا تھا۔اور نہ ہی جھوٹ کی کوئی کہانی سنا رہا تھا۔حسام نے اسے پاشا کے پاکستان سے باہر جانے کی خبر بہت پہلے ہی بتا دی تھی۔

"مجھے نہیں لگتا۔اب پاشا کبھی کسی کو پاشا کے روپ میں دوبارہ نظر آئے گا۔" حسام اپنے کچن میں کھڑا کوفی بنا رہا تھا،ذوہان اس کے سامنے کچن ریولونگ چیر پر بیٹھا اسے سن رہا تھا۔

"ہر چیز کو فنا ہے۔باقی رہنے والے ذات صرف اللہ کی ہے۔" ذوہان نے اس کے ہاتھ سے کوفی کا مگ لیتے کہا۔حسام نے سر کو خم کر کے بے شک بولا۔

"سو اب پاکستان ہی ہو تم۔۔؟" اس نے اگلا سوال کیا۔

www.novelsclubb.com

"یہاں رہنے کا کوئی جواز....؟" روبوٹ نے بلکل روبوٹک انداز میں سوال کیا۔

"جواز نہیں، وجہ ہوتی ہے۔ بعض اوقات وجہ خود بنانی پڑتی ہے۔اور بعض اوقات انسان وجہ ہوتے ہوئے بھی نظر انداز کر دیتا ہے۔" کوفی کا کڑوا گھونٹ اندر اترتے حسام نے فلسفہ چھاڑا۔

"تم سب کے ساتھ ایسے ہی بے تکی باتیں ہانکتے ہو۔؟" ذوہان نے جواب دینے کے بجائے الٹا سوال کیا۔

"بے تکی نہیں ہے۔جواز بھی ہے اور تک بھی۔"

اور پھر حسام اگلہ آدھا گھنٹہ اس سے سر کھپاتا رہا تھا۔یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ دیوار میں سر مار رہا تھا۔

****

ذوہان پارک میں بیٹھا بچوں کو عیدی دے رہا تھا۔جب وہ منہ بسورے پارک میں داخل ہوئی۔میڈم کے مزاج پچھلے کہیں دنوں سے زمین پر نہیں آرہے تھے۔ذوہان نے اسے سرسری سے نظر دیکھنا چاہا۔لیکن نظر اٹھا کر وہ واپس پلٹنا بھول گیا۔آج وہ ٹوم بوائے لک میں نہیں تھی۔

بلکہ سبز اور سفید رنگ کا غرارے کے اوپر سفید رنگ کی کرتی پہنے ہوئے تھی۔جس کے باوزوں کہنیوں سے نیچے کلائیوں کو بے پردہ کر رہے تھے۔وہ بیچ راستے روک کر ایک بچے کی بات سننے لگی۔ذوہان اس کی برہنہ کلائیوں میں چن چن کرتی سفید چوڑیاں اور مہندی کو دیکھ رہا تھا۔بات کرتے ہوئے اس نے دونوں ہاتھ کمر پر رکھے،ایسے کرنے سے مہندی والی کلائیوں نے شور مچایا۔کرتا شلوار پہنے بچے نے چاکلیٹ اور سفید رنگ کا ایک پھول دے کر پارک سے باہر کی سمت اشارہ کیا۔

ہانیہ نے گردن گھما کر اس کے اشارے کی سمت دیکھا۔ جہاں ایک لڑکا، عید کی وجہ سے کرتا شلوار پہنے مسکراتے ہوئے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ ذوہان نے دیکھا۔ ہانیہ کے چہرے پر واضح ناگواری کا رنگ آیا تھا۔ بچے کو پیار سے آنکھ کا اشارہ کر کے اس نے واپس بھیج دیا۔ اور خود وہ چلتے ہوئے ذوہان کے ساتھ بینچ پر آ کر بیٹھ گئی۔ ذوہان نے ایک آنکھ بند کر کے اسے دیکھا۔ یہ اس کا شوق انداز تھا۔ جواب میں وہ چھوٹی سی مغرور ناک پر لکیریں بناتے اسے اکتاہٹ سے دیکھ رہی تھی۔

"اچھی لگ رہی ہیں۔"

"آپ بھی۔"

کیوٹ بھی لگ رہی ہیں۔" وہ ہنوز آنکھ بند کیے اسے دیکھ رہا تھا۔

"آپ بھی۔"

"عید مبارک۔"

www.novelsclubb.com

"آپ کو بھی۔" بے نیازی سے ہاتھ سٹریٹ بالوں کو پھیرتے اس نے دونوں ہاتھوں سے بینچ کے کنارے کو مضبوطی سے پکڑا۔ چوڑیوں نے ایک دفعہ پھر شور کیا۔

"تھوڑے سے بال بڑھالیں ہانیہ۔ باقی سب پرفیکٹ ہے۔" ذوہان نے اس کی ڈریسنگ اور چوڑیاں پر باقاعدہ کومنٹ کیا۔

"کم از کم کتنا تک...؟"

"کم از کم لوہنڈل تک...." سر کو سمجھنے والے انداز میں ہلا کر وہ سامنے دیکھنے لگی۔

"نہایت ہی معصوم لگ رہی ہیں۔" زچ ہوتے اس نے چہرہ ذوہان کی طرف کیا۔

"بول دیں آپ بھی۔" ذوہان نے ہنسی دبائی، گلے کی ہڈی نمایاں ہو کر چھپ گئی۔

"اہ...." ذوہان جو اس کے چہرے کے مغرور رنگ کو دیکھ رہا تھا۔ آواز سے اس کے ہوا میں بلند ہاتھ کو دیکھا۔ بینچ کے کنارے پکڑے، اپنے سائز سے بڑی چوڑی،

اس کی کلائی میں چھب گئی تھی۔

کلائی کو چہرہ کے سامنے کیے وہ دوسرے ہاتھ سے کلائی میں لگی چوڑی کو نکالنے لگی۔

ذوہان نے اس کی کلائی کو اپنے ہاتھ میں پکڑا۔

"کیا ضرورت تھی اتنی بڑی چوڑیاں پہنے کی۔؟" کلائی پکڑے وہ چوڑی نکالنے لگا۔

"آرام سے۔" دونوں آنکھیں سختی سے بند کرکے اس نے ایک آنکھ کو زرا سا کھولا۔

"زیشان پانی کی بوتل ادھر لاؤ۔" ذوہان نے پارک میں کھلتے بچے کو آواز دی۔ دو بچے بھاگتے ہوئے ان کی طرف آئے۔

چوڑی نکلتے، ذیشان نے آگے بڑھ کر کلائی پر پانی ڈالا۔ جہاں سے خون بوند کی صورت باہر نکل رہا تھا۔

"بس بس،" ذوہان نے اسے روک کر خون رسنے کی جگہ اپنا انگوٹھا رکھا۔ اب وہ

www.novelsclubb.com

زیشان کو دیکھ رہا تھا۔ جو اپنے جیب سے مخمل کی طرح نرم رومال نکال کر کلائی پر باندھ رہا تھا۔

وہ خاموشی سے یہ سب منظر دیکھ رہی تھی۔ زندگی میں پہلی بار وہ اپنی قسمت پر رشک کر رہی تھی۔ اس کے آس پاس موجود لوگ، اس کی ایک آواز پر لبیک کہتے تھے۔ اس کی تکلیف میں ساتھ کھڑے ہوتے تھے۔

زیشان اپنی مخملی پٹی باندھ کر جہاں سے آیا تھا۔ واپس وہی بھاگ گیا۔

ذوہان نے بینچ پر رکھی چاکلیٹ کو اٹھایا۔

"وہ سمجھے گا۔ میں نے کھائی ہے۔" ہانیہ نے اسے فوراً ٹوکا۔

"تو آپ نے اسے واپس بھی تو نہیں کی، اسے نظر آ رہا ہے۔ کون کھا رہا تھا۔"

چاکلیٹ کا ایک ٹکڑا کھا کر باقی کی چاکلیٹ اس نے زیشان کو بولا کر دے دی۔

چاکلیٹ بھیجنے والا، دور کھڑا سب دیکھ رہا تھا۔

"آپ کو کھانی تھی۔؟"ذوہان نے مصومیت سے اس سے پوچھا۔جواب میں وہ خاموش رہی۔ہانیہ کو چاکلیٹ نہ دے کر جو مسیج اس نے لڑکے کو دیا تھا۔وہ بخوبی سمجھ گیا تھا۔

"عید والے دن بندہ موڈ ٹھیک کر لیتا ہے۔"وہ اسے دیکھ کر شکوا کر رہا تھا۔

"میرے سوالوں کے جواب دے دیں۔موڈ بھی ٹھیک ہو جائے گا۔"سامنے دیکھتے وہ بھی ضد پر قائم تھی۔

"کچھ چیزوں کا نہ جاننا بھی ایک نعمت ہوتا ہے۔"وہ حد درجے سنجیدگی سے اسے دیکھ رہا تھا۔اس کا بگڑا ہوا موڈ اسے کہیں دنوں سے بے چین کر رہا تھا۔اسے لگا تھا ہانیہ اپنی ضد چھوڑ دے گئی۔مگر اس دفعہ وہ ایک ہی بات پر قائم تھی۔

"باتوں میں ہوشیاری دیکھانے سے کچھ نہیں ہو گا۔"وہ اس کی بات کو کسی خاطر میں نہیں لائی۔اسے جواب چاہیے تھا۔اور یہ فیصلہ اٹل تھا۔

www.novelsclubb.com

"یہ باتوں کی ہوشیاری نہیں ہے۔"

اوکے، تو پھر کونسی باتیں ہے جو جاننے ضروری نہیں۔۔ مثلا۔۔"اس نے ذوہان کی طرف رخ کیا۔

"میں پوری طرح سے متوجہ ہوں بتائیں۔"اس کی آنکھوں میں آج رعایت کی گنجائش نہیں تھی۔

ذوہان کچھ دیر خاموش رہا۔ مہندی والے ہاتھوں کو دیکھ کر اس نے ہانیہ کی آنکھوں میں دیکھا۔

"اس لڑکے سے کیا بات کرنی ہے آپ کو۔؟"ذوہان کے سوال پر اس نے کون لڑکا نہیں پوچھا تھا۔وہ جانتی تھی۔وہ خواب والے لڑکے کی بات کر رہا تھا۔اس نے بولنے کیلئے ہونٹ کھولے، ذوہان نے اسے ٹوک دیا۔

"آپ کے جواب کا اس لڑکے سے تعلق ہے، بات کو گول نہیں کر رہا ہے۔"

ذوہان نے اس کے منہ کی بات چھین کر لاجواب کر دیا۔اب اس کے پاس جواب دینے کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ نہیں تھا۔

"وہ بات میں صرف اس سے ہی بتاؤ گئی۔"اس کے آگ جیسے غصے پر گویا کسی نے پانی ڈال دیا تھا۔سامنے دیکھتے اس کے لہجے کی سختی میں نرمی گھل گئی۔

"ہانیہ فرض کریں۔وہ لڑکا میں ہوا....."

"نہیں......."چہرہ اس کی طرف کیے وہ تڑپ کر بولی۔کم از کم ذوہان کو ایسا ہی لگا تھا۔وہ اندر سے تڑپ گئی تھی۔اس کی آنکھوں میں ہلکا سا پانی بھر آیا تھا۔

"آپ نہیں ہو سکتے۔"وہ اٹک اٹک کر الفاظ توڑ کر ادا کر رہی تھی۔

"کیوں۔؟"ذوہان کا اندازہ سپاٹ تھا۔

وہ آنکھیں چرا کر بے مقصد پلکیں جھپکنے لگی۔خاموشی کے ایک وقفے کے بعد اس نے بنا سر اٹھائے بولنا شروع کیا۔

"وہ لڑکا اگر......پوری دنیا میں کسی لڑکی سے نفرت کریں گا۔تو وہ پہلی لڑکی میں ہو گئی۔میرے بابا اس کے فادر کے قاتل ہیں۔"وہ ہنوز سر جھکائے ہوئے تھی۔

ذوہان اس کے جھکے سر کو دیکھ رہا تھا۔

"میں........"اس نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری۔اس کا چہرہ آج بھی میک سے پاک تھا۔

"میں یہ برداشت نہیں کر سکتی،آپ مجھے ناپسند بھی کریں۔نفرت بہت بڑی چیز ہے۔"اس نے سر اٹھا کر ذوہان کو دیکھا۔

"جس طرح میں آپ کی فیوریٹ ہوں۔آپ بھی میرے فیوریٹ ہیں۔آپ کی جگہ کوئی نہیں آسکتا۔"آخر میں اس نے ہلکا سا نفی میں سر ہلایا۔جیسے یہ بات ناممکن ہو۔

ذوہان کو لگا ہانیہ نے اس پر منوں مٹی کا انبار لگا دیا ہو۔اور وہ اس مٹی کے نیچے دفن ہو گیا ہے۔گہرا سانس لیتے وہ بینچ سے کھڑا ہو گیا۔

"میرے جواب۔؟"اس کے کھڑے ہوتے وہ بھی کھڑی ہو گئی۔ذوہان نے تھکی نظروں سے اسے دیکھا۔

"اس لڑکے کا چہرہ یاد ہے آپ کو۔؟"

"آپ ایسے سوال کیوں کر رہے ہیں۔اگر یہ مذاق ہے تو بہت گھٹیا ہے۔آپ نہیں ہے وہ لڑکے،نہ ہی کبھی ہو سکتے ہیں۔"اس نے جیسے حکم دیا تھا۔اس کی آواز چینخنے کی حد تک بلند ہو گئی۔

"میں نے کب کہا...؟وہ لڑکا میں ہوں۔"

"تو پھر بات بھی مت کریں...مجھے ہرٹ ہو رہا ہے۔"ناجانے بنا روئے اس کی آنکھوں میں آنسوں کہاں سے آ گئے تھے،گال پر پھسلتے آنسو کو ہاتھوں سے صاف کرتے وہ پارک سے باہر کی طرف بڑھی۔ذوہان وہی کھڑا اسے دیکھتا رہا۔بار بار آنسو صاف کرتے وہ تیزی سے اس سے دور جا رہی تھی۔اس کا دل پہلی بار پوری طاقت سے دھڑکا تھا۔آنکھیں بند کر کے کھولتے وہ تیز قدموں سے اس کے پیچھے

بڑھا۔اپنے گھر کی طرف مڑتے ہانیہ کی کلائی مضبوط گرفت میں قید ہوئی۔ذوہان کے کلائی پکڑتے کلائی کی زد میں دو چوڑیاں بھی قید ہوئی۔ہانیہ کے پلٹ کر دیکھنے پر اس نے گرفت کو ڈھیلا کر کے دو چھوڑیاں کو آزاد کیا۔آواز کرتے وہ باقی چوڑیوں سے جاملی۔اب اس کی گرفت اور کلائی کے بیچ کوئی تیسری چیز نہیں تھی۔

ویسے ہاتھ پکڑے وہ اپنے گھر کی طرف بڑھا۔وہ بنا سوال کیے اس کے ساتھ لان پار کر کے ہال میں داخل ہوئی۔

"کیا چاہتی ہیں آپ۔۔؟"ہال میں پہلا قدم رکھتے،اس نے کلائی کو گھما کر اس کی کمر پر قید کیا۔ہانیہ پیچھے ہوتے دیوار کے ساتھ لگ گئی۔پیچھے دیوار تھی۔اور سامنے روبوٹک انسان ایک کلائی کو قید کیے،دوسرے ہاتھ کو دیوار پر رکھے راستے بند کیے اسے دیکھ رہا تھا۔

"الفاظوں کا جادو جواب دے گیا،تو مزید ہتھیار باہر نکال لیں۔"وہ بناڈگمگائی بولی۔

"آپ کی حاظر جوابی مجھے بہت پسند ہے۔"ذوہان باری باری اس کی دونوں

آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔ گھنی پلکوں پر آج پھر آنسو کی بارش ہوئی تھی۔

"یہ میرا سوال کا جواب کا نہیں۔۔"

"ہر سوال کا جواب چاہے آپ کو۔۔؟ کیا کریں گئی سب جان کر۔۔؟" کمر پر رکھی کلائی پر اس کی گرفت سخت نہیں تھی۔ نہ ہی ہانیہ نے کلائی آزاد کروانی چاہی تھی۔

"پوری دنیا کو نہیں جاننا، صرف آپ کو جاننا ہے۔" آنکھ سے ایک اور آنسو ٹوٹ کر گال پر بہہ گیا۔

"میں ایسا ہی رہوں گا، ہمیشہ..." ذوہان نے بے حسی سے کہا۔ انداز تھا۔ مجھے آپ کے سوالوں سے رتی برابر فرق نہیں پڑتا۔

"جانتی ہوں، آپ کو فرق نہیں پڑتا میری ذات سے۔" بے حس انسان کی آنکھوں میں دیکھتے ایک اور آنسو آنکھ سے آزاد ہوا۔

"سوالوں والی گیم کھیلنا بند کریں ہانیہ۔"

www.novelsclubb.com

"آپ انسانوں کے جذبات سے کھیلنا بند کریں۔" جواب ترکی باترکی آرہے تھے۔

"جس دن کھیلوں گا، بچ نہیں پائے گئی۔" کلائی کو نرمی سے آزاد کر کے، وہ کچن کی طرف بڑھ گیا۔ پورا گلاس پانی اپنے اندر انڈیل کر وہ پھر سے ہانیہ کی طرف آیا۔ جو ہال کے درمیان کھڑی اپنی کلائی کو سہلا رہی تھی۔ ذوہان کی گرفت سخت نہیں تھی۔ لیکن اس کا گرم ہاتھ اسے جھسلا گیا تھا۔ وہ آگ کی طلب کر رہی تھی۔ آنکھوں سے آنسو صاف کرتے، وہ اپنی ہی خواہشات پر خوفزدہ ہو گئی تھی۔ جس شخص کا ہاتھ پکڑنا آگ کی تپش جیسا گرم تھا۔ وہ پورا کیا ہو گا۔؟

"ہانیہ میں اس سب کا حقدار نہیں ہوں۔ جو آپ کر رہی ہیں۔" ذوہان کی آواز پر اس نے سر اٹھا کر دیکھا۔ سفید کرتے میں اس کا چہرہ سرخ انگارا ہو رہا تھا۔ پانی کا ایک گلاس اس کی تپش ختم نہیں کر سکتا تھا۔

"میں بھی اس سب کی حقدار نہیں۔" چہرے پر آئے بال کو غصے سے ایک طرف کرتے چوڑیاں نے شور کیا۔ برہنہ کہنوں سے نرم کلائی پر نظر جاتے، ذوہان نے

چہرے کا رخ بدل لیا۔

"اگر آپ کو سوالوں کے جواب نہ ملے، تو آپ کا روایے میرے ساتھ ایسے ہی رہے گا۔ رائٹ۔؟" ایک آنکھ اٹھائے اس نے سوال کیا۔

"جی۔"

"یہ سب کرنے سے آپ کو لگتا ہے۔ آپ حقیقت جان جائے گئ۔؟ اور جو پچھلے دو سالوں کا ساتھ ہے وہ آپ سرے سے فراموش کر دیے گئ۔؟"

آگ برسنے والے انداز میں سوال پر سوال آرہے تھے۔ سوال پوچھنا آسان تھا۔ ان کا جواب دینا اتنے ہی مشکل تھا۔ وہ بھی ذوہان سراج کے سوالوں کا جواب۔

ذوہان کی جگہ کوئی اور شخص اس لہجے میں اس سے بات کرتا تو سہم کر رونے لگ جاتی۔۔۔ بے آواز رو وہ اب بھی رہی تھی۔ لیکن ذوہان سے اسے ڈر نہیں لگتا تھا۔

"اس سب کے پیچھے بھی آپ کا کوئی مفاد ہو گا۔" ہانیہ کے الفاظ اسے کسی گولے کی

طرح لگے۔وہ انجانے میں سچ بول گئی تھی۔ذوہان نے حیرت سے اس دیکھا۔

"آپ شادی کرنا چاہتے تھے۔پھر آپ کا ارادہ بدل گیا۔کیوں۔۔۔۔۔؟"سفا کی سے ایک اور سوال آیا۔

"تب آپ ہوا کے گھوڑے پر سوار ہو کر کسی سے بھی نکاح کرنے کیلئے تیار تھے۔ پھر ایک دم سے ایسا کیا ہوا۔ایسی کونسی وجہ تھی۔جو بنا شادی کے پوری ہو گئی۔"

ہانیہ اس پر دھواں دھار الفاظوں سے گولے برسا رہی تھی۔وہ اسے آج تک ایک جذباتی،نادان بچی سمجھتا رہا تھا۔مگر اصل میں وہ صرف خاموش تھی۔

"خود پر بے حسی کے لبادہ اوڑھ کر،انجان بننے کا ڈھونک کرتے ہیں آپ...... جذبات کو بچپنے میں لیپٹ کر نظر انداز کا ہنر بھی اچھے سے آتا ہے آپ کو۔۔لیکن شاید آپ اس بات سے ناواقف ہے۔"

بولے میں سن رہا ہوں۔"اس کے چپ ہونے پر وہ مبہوت سے بولا۔تیزی سے

بولتے اس کا سانس بھول گیا تھا۔وہ ذوہان سے بد تعمزی کر گئی تھی۔شرمندگی سے سر جھکائے اس نے نظریں چرا لی۔

"بولیں چپ کیوں ہو گئیں۔۔؟"ہانیہ نے نظر اٹھا کر دیکھا۔سامنے وہی ذوہان تھا۔وہ غصے میں نہیں تھا۔مگر چہرہ کسی بھی نرمی سے عاری تھا۔

"جس سے بولنا سیکھا ہو۔اس پر زبان کی تیزی نہیں دیکھاتے۔لیکن آپ غلط ہے۔اور یہ بات آپ جانتے ہیں۔"روتے ہوئے اس نے آخری الفاظ درد کی سی کیفیت میں ادا کیے۔ذوہان کا جواب سنے بغیر وہ ہال سے باہر نکل گئی۔

بے حس روبوٹ نے اسے آنسوں صاف کرتے خود سے دور جاتے دیکھا۔وہ اتنا برا کب بن گیا تھا۔آج پہلی بار اسے خود سے نفرت محسوس ہو رہی تھی۔وہ ایک ایک بات ٹھیک کہہ کر گئی تھی۔اپنے مفاد کیلئے وہ اس کے جذبات کو پچینے کا روپ دیتا رہا۔وہ اسے خود سے دور جانے دے سکتا تھا۔وہ خود کہیں دفعہ اس سے دور گئی تھی۔

وہ کیوں واپس اس کی طرف قدم بڑھاتا تھا۔اور جب وہ دو قدم آگے بڑھتی، تو وہ تین قدم پیچھے لیے لیتا۔

****

گھر واپس آکر وہ بھابی کے گلے لگ کر سسکیوں اور ہچکیوں سے کسی بچے کی طرح غصے سے رو رہی تھی۔اس نے ذوہان سے بد تمیزی کی تھی۔اب اسے خود پر غصہ آرہا تھا۔وہ بے حس انسان آخر ایسا کیوں تھا۔وہ اس کیلئے اتنا اہم کیوں بن گیا تھا۔ اگر وہ اس کی فیوریٹ تھی، تو وہ خود کو اس کیلئے بدل کیوں نہیں رہا تھا۔کتنے سوال تھے اس کے دماغ میں۔ جن کا جواب دینے والا کوئی نہیں تھا۔

www.novelsclubb.com

بھابی اسے بار بار گلے سے الگ کر کے رونے کی وجہ پوچھ رہی تھی۔ لیکن وہ ان کے سوالوں کو نظر انداز کر کے واپس ان کے گلے لگ جاتی۔۔

ذوہان نے اسے عجیب کشمکش میں مبتلا کر دیا تھا۔ جو وہ کسی کو بتا بھی نہیں سکتی تھی۔

"کیا ہوا...؟ ہانیہ کیوں رو رہی ہے۔؟" اشعر تیزی سے اپنے کمرے سے نکل کر ان کی طرف آئے۔

"پتا نہیں، بتا ہی نہیں رہی۔" بھابی نے اس کے سر کو پیار سے سہلاتے اشعر سے کہا۔

"ہانیہ، بچے۔۔" اشعر نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ بھابی سے الگ ہو کر وہ اشعر کے گلے لگ گئی۔ اشعر نے ہمیشہ کی طرح سب سے پہلے اس کے سر کو چھوما۔

"بتاؤ گئی ہوا کیا ہے۔؟ کسی نے کچھ کہا ہے۔ پارک میں کچھ ہوا۔؟"

وہ سر جھکائے اس کے چہرے کو دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ جواب میں وہ ہر سوال پر

روتے ہوئے نفی میں سر ہلا رہی تھی۔ مگر وجہ جانے بناوہ اسے چھوڑنے والے بھی نہیں تھے۔

"ماما،.........کے پاس جانا ہے۔" رونے کے دوران روک کر اس نے بامشکل کہا۔

"او کے چلتے ہیں۔ ابھی چلتے ہیں۔ رونا بند کرو۔" اشعر نے اسے گلے سے الگ کر کے رابیل کے ہاتھ سے پانی کا گلاس کر اسے پیلایا۔۔

رونے کو وجہ دینے کیلیئے اس نے ماما کا نام لیے دیا تھا۔ لیکن ان کی قبر دوسرے شہر تھی۔ اب وہ انکار نہیں کر سکتی تھی۔ اشعر اسے لیے کر دوسرے شہر جا رہا تھا۔ رابیل ماں بننے والی تھی۔ انھوں نے یہ بات ابھی تک کسی کو نہیں بتائی تھی۔ مگر اشعر اس کی خراب طبعیت کی وجہ سے اتنے لمبے سفر پر لیے کر نہیں گیا تھا۔

"ہم رات تک واپس آجائیں گئے۔ اپنا خیال رکھنا، اگر کوئی مسئلہ ہو۔ تو فورا مجھے کال کرنا او کے۔" گھر سے نکلتے اس نے رابیل کو بہت پیار سے سمجھایا۔

ان کے جانے کچھ دیر بعد ذوہان رابیل کو الوداع کہنے گھر آیا۔اسے یقین تھا، ہانیہ اس وقت کمرے میں سر دیئے رو رہی ہو گئی۔اسے اس کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔

"واپس کب آؤ گیے۔؟"رابیل کی آنکھوں میں پانی بھر آیا۔وہ پچھلے دو سالوں سے اس کے بہت قریب ہو گئی تھی۔ذوہان سر جھکائے اپنے بوٹ کو دیکھ رہا تھا۔

"پتا نہیں، لیکن جلدی نہیں آؤں گا۔"سر اٹھا کر اس نے تھکے انداز میں کہا۔رابیل اسے ہانیہ اور اشعر کے بارے بتا چکی تھی۔کچھ دیر ان سے بات کرنے کے بعد وہ ان کی پیشانی کا بوسہ لیے کر، انھیں روتا چھوڑ کر وہاں سے چلا گیا۔

صبح سے وہ سب کی رونے کی وجہ بن رہا تھا۔

حسام اسے چھوڑنے ایئرپورٹ تک آیا تھا۔

"یاد ہے جب تم پاکستان آئے تھے۔ تم نے ایک بات بولی تھی۔" وہ دونوں ایئرپورٹ کوریڈور میں بیٹھے تھے۔ ہجوم میں لوگوں کی آوازوں کے ساتھ انویسٹمنٹ کی آوازبی سنائی دے رہی تھی۔ ذوہان دور تک پھیلے ایئرپورٹ پر لوگوں کے ہجوم کو دیکھ رہا جب حسام نے سوال کیا۔

"نہیں۔" سامنے دیکھتے وہ بناتاثر بولا۔

حسام نے اس کے چہرے کو دیکھا۔ وہ خود کو جتنا مضبوط اور بے حس ثابت کرنے پر تولا تھا۔ ساتھ بیٹھا شخص پھر بھی جانتا تھا۔ وہ اس وقت کس کیفیت سے دوچار ہے۔

"اگر تمہیں کسی سے محبت نہیں ہوئی، تو کوئی تمہارے لیے بھی نہیں تڑپا۔" حسام نے اسے اس کی ہی بات یاد کروائی۔ ذوہان نے اثبات میں سر ہلایا۔

"تو، تمہیں اب بھی یہی لگتا ہے۔ تمہارے اس طرح جانے سے کوئی تمہارے لیے نہیں تڑپے گا۔؟" حسام کا سوال ہتھوڑے کی طرح لگا۔

"وہ خود چاہتی ہے۔ میں چلا جاؤ۔" وہ کسی بت کی طرح بیٹھا تھا۔ بنا تاثر، صرف دل تھا جو سینے پر پوری رفتار سے دھک دھک کر رہا تھا۔ ایک درد تھا۔ جو اس سے درر جانے کا سوچ کر کی سینے کو جکڑے ہوئے تھا۔ لیکن وہ چھٹان بنا بیٹھا تھا۔

"وہ کیا چاہتی ہے۔ اور کیا نہیں، تم اس سے زیادہ اچھے سے جانتے ہو۔" ذوہان نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔

"اگر وہ پاشا کی بیٹی نہ ہوتی۔۔"

"وجہ یہ نہیں ہے۔" ذوہان نے اسے ٹوکا۔

"پھر۔؟" جواب دیے بنا وہ اسے دیکھنے لگا۔

"وہ میرے لیے پوری دنیا میں سب سے زیادہ اہم تھی۔ اور ہمیشہ رہے گئ۔"

www.novelsclubb.com

"تو پھر کیوں جا رہے ہو۔؟

"وہ جاننا چاہتی ہے، ذوہان سراج کون ہے۔؟"

"تو بتا دو۔۔ کیا یہ بہت مشکل ہے۔ ذوہان تم اسے بتا سکتے ہو۔" حسام اگے کو جھکا اسے سمجھانے لگا۔

"نہیں۔" ذوہان نے نفی میں سر ہلایا۔

"کیوں نہیں۔۔؟"

"ذوہان سراج کون ہے۔۔؟ ذوہان نے الٹا اس سے سوال کیا۔

مجھے خود اس بات کا حساب رکھنا پڑتا ہے۔ میرے کتنے نام اور شناخت ہے، میری لائف آسان نہیں ہے۔ اور وہ ان مشکلوں کے ساتھ میرے ساتھ نہیں چل سکتی۔ وقت گزرنے کے ساتھ وہ سنبھال جائے گئ۔ اسے خود کو سمبھالنا آتا ہے۔"

حسام نے ناپسندیدگی سے اسے دیکھا۔ مطلب وہ فیصلہ کر چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

بورڈنگ پاس پروسیس کے بعد حسام نے اسے زور سے گلے لگائے۔

"جو آگے بڑھ جاتے ہیں۔ شاید انھیں اتنی تکلیف نہیں ہوتی ذوہان۔۔۔ لیکن پیچھے رہ جانے والوں کے پاس تکلیف کے ساتھ یادیں بھی ہوتی ہے۔اور یادوں پر انسان کا کنٹرول نہیں ہوتا۔" حسام نے اس سے جدا ہوتے،ڈھکے چھپے الفاظ میں اپنی اور ہانیہ کی کیفیت باور کروائی۔

"لیکن وہ جینا سکھا جاتے ہیں۔اور یہ ضروری بھی ہے۔" وہ اب تلخی سے مسکرارہا تھا۔اسے خود کو سمبھالنا آتا تھا۔اور وہ باقی سب سے بھی یہی امید کرتا تھا۔

انویسٹمنٹ کی آواز بلند ہوئی۔تو ذوہان سوٹ کیس دھکیلتے اس سے دور جانے لگا۔

کسی کے ساتھ اچھا وقت گزارنے کے بعد اسے الوداع کہنا آسان نہیں ہوتا۔پھر چاہے اس سے کوئی رشتہ ہو یا نہ ہو۔

آپکا دل اسے دور جاتا دیکھ کر گہری کھائی میں ڈوب جاتا ہے۔ جذبات انسان کی طاقت ہے، اور یہی جذبات بعض اوقات اسے بہت کمزور بنا دیتے ہیں۔

ذوہان سراج، پاکستان کی سرزمین سے ٹیک اوف کر گیا تھا۔ کتنے سوال تھے۔ جو وہ پیچھے چھوڑے جا رہا تھا۔

کیا وہ سچ میں بے حس تھا۔؟

کیا اس کی کوئی کمزوری نہیں تھی۔؟

کیا وہ واپس آئے گا۔؟

ونڈو سے باہر دیکھتے وہ آج دو سال پہلے جیسا لاپرواہ ذوہان نہیں تھا۔ جیسے موسم خراب کے وقت لینڈنگ نہ ہونے کا کوئی خوف نہیں تھا۔ تب اسے یقین تھا۔ اس روح زمین پر اس کیلیئے رونے اور تڑپنے والا کوئی نہیں۔

اور اب اسے لگ رہا تھا۔ کوئی ہے۔ جس کیلیئے وہ بہت اہم ہے۔

www.novelsclubb.com

****

رات کے دس بجے وہ اشعر کے ساتھ گھر واپس آئی۔ رابیل لاونج میں بیٹھی بے آواز رو رہی تھی۔ اشعر اسے روتا دیکھ کر جلدی سے اسے کے ساتھ جا کر بیٹھ گیا۔ وہ اس کی کلائی اور ماتھے کو چھو کر طبیعت کا پوچھ رہا تھا۔

"ذوہان چلا گیا۔" روتے ہوئے انھوں سے اشعر کے کندھے پر سر رکھا۔۔

ایک وجود یہ سن کر اپنے کمرے کی طرف جاتا روک گیا۔ پاؤں کے ساتھ سانس بھی تھم گیا تھا۔ اشعر اور رابیل کی طرف اس کی کمر تھی۔ اس میں سکت باقی نہیں رہی تھی۔ کہ وہ پیچھے پلٹ کر دیکھ بھی سکتی۔

"کہاں چلا گیا۔۔؟" اشعر نے اس کی کمر سہلاتے اس سے پوچھا۔

"پاکستان سے چلا گیا۔پتا نہیں اب وہ کب واپس آئے گا۔آئے گا بھی یا نہیں۔۔ اشعر مجھے رونا آرہا ہے۔وہ اتنے دن ہمارے ساتھ رہا۔۔"رابیل روتے ہوئے اشعر کو بتا رہی تھی۔ہانیہ رو بھی نہیں سکی۔ریلنگ پر ہاتھ رکھے وہ خود بے جان پاؤں سے اپنے کمرے تک آئی۔کمرے کا دروازہ بند کرے وہ کسی بت کی طرح بیڈ پر آکر بیٹھ گئی۔

"I know I'm the most boring person."

"کیوں کرتی ہیں ڈانٹ کھانے والی حرکتیں۔۔؟"

"ہانیہ، کرتن کیلیے۔"

"آپ ایک بگڑا ہوا بچہ ہے۔"

"جی آپ بہت بڑی توپ ہیں۔"

"آپ کا بس چلے، دوسری سانس نہ لینے دیں مجھے۔"

ایک آنسو ٹوٹ کر گال پر بہہ گیا۔ وہ جا چکا تھا۔ اس نے کہا تھا۔ وہ ہمیشہ ساتھ نہیں رہے گا۔ اس نے جانا ہی تھا۔

****

زندگی میں ایک ایسا مقام بھی آتا ہے جب انسان کا یقین، اس کا مان، اور شاید کہیں دل بھی اتنی بری طرح ٹوٹتا ہے۔ کہ کسی کو بتانا تو دور کی بات۔

وہ کسی سے بات کرنا بھی ضروری نہیں سمجھتا۔

اسے اپنے آس پاس سب مصنوعی لگ رہے ہوتے ہیں۔

www.novelsclubb.com

سب ایک جھوٹ، دھوکے کے سوا کچھ نظر نہیں آرہا ہوتا۔لوگوں کا ہجوم ہوتے ہوئے بھی وہ تنہا، خاموش اپنے ساتھ ہوئی کیفیت پر غور کر رہا ہوتا ہے۔

جو اس کے ساتھ ہوا ہے۔اس سب میں وہ کہاں غلط ہے۔؟

اور اگر وہ غلط نہیں ہے تو اسے برا کیوں لگ رہا ہے۔؟

جب انسان ٹوٹتا ہے تو زیادہ تر وہ غلط نہیں ہوتا۔

اس کے ساتھ ناانصافی یا ظلم ہوا ہوتا ہے۔

اس کا معصوم دل اس دھوکے سے کانپ اٹھاتا ہے۔

www.novelsclubb.com

ذوہان کو گئے۔ایک ماہ گزر گیا تھا۔دل کو جو زعم، مان، غلط فہمی تھی۔کہ وہ لوٹ آئے گا۔وہ بھی ختم ہو گئی تھی۔پندرہ دن بیڈ سے لگے رہنے کے بعد، دو سال پہلے بنائی اس کی ہی پینٹنگ نے اس کے سوالوں کا جواب دیا۔

ایک طرف جنگل تھا جس میں آگ لگی تھی۔اور دوسری طرف سمندر۔۔وہ بھی دو

اطراف دیکھ رہی تھی۔

ایک طرف ذوہان، اور دوسرے طرف کچھ بھی نہیں، جبکہ اطراف تو چھ تھے۔ وہ کسی کی خاطر اپنی زندگی کیسے روک سکتی تھی۔ جس کو اس کی پرواہی نہیں تھی۔ اور اگر پرواتھی۔ تو جو اس نے کیا وہ کیوں کیا۔؟

اسے اپنے سوالوں کے جواب خود ہی مل گئے تھے۔ ذوہان نے ٹھیک کہا تھا اسے خود کو سنبھالنا آتا ہے۔ وہ خود کو سنبھال لیے گئی۔ لیکن کوئی بھی انسان عقل کل نہیں ہوتا۔ انسان ایک بات صحیح کر سکتا تھا۔ پرفیکٹ نہیں ہو سکتا۔ ذوہان بھی پرفیکٹ نہیں تھا۔ وہ یہ نہیں جانتا تھا۔ پیچھے رہ جانے والے جینا سیکھ جاتے ہیں۔

لیکن کوئی دوسرا انسان کسی کی جگہ کبھی نہیں لیے سکتا۔ وہ جگہ اسی انسان کیلئے پوری زندگی خالی رہتی ہیں۔ پھر چاہے وہ لوٹ کر آئے یا نہ آئے۔

ایک خلش، اور خالی پن پوری زندگی باقی رہتا ہے۔

اک خلش کو حاصل عمر رواں رہنے دیا

جان کر ہم نے انہیں نامہرباں رہنے دیا

اپنے اپنے حوصلے اپنی طلب کی بات ہے

چن لیا ہم نے تمہیں سارا جہاں رہنے دیا

www.novelsclubb.com

****

"تم ٹھیک نہیں ہو۔ کیا ہوا ہے۔؟"

وہ پچھلے پندرہ منٹ سے ہاتھ میں برش لیے کینوس کو دیکھ رہی تھی۔ رابیل اسے کب سے دیکھ رہی تھی۔ وہ کیونس پر پینٹ نہیں کر پا رہی تھی۔ برش لیے کر وہ اگے بڑھتی اور پھر دو قدم پیچھے ہو جاتی۔

"ٹھیک ہو یا نہیں، پتا نہیں، مگر بیڑیوں میں جکڑی ہوئی۔"

وہ کھوئے ہوئے انداز میں بولی۔ رابیل اس کی بات کا مفہوم سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ وہ بہت کم گو ہو گئی تھی۔ اور جب بولتی تھی۔ تو اس کی بات الجھی ہوئی ہوتی تھی۔ وہ ڈھکے چھپے الفاظ میں اپنی کفیت کو بیان کرتی تھی۔ جو کوئی سمجھ نہیں پاتا تھا۔ اس نے پارک جانا بھی چھوڑ دیا تھا۔

بیڑیاں...؟" رابیل نے ہار مان کر سوال کیا۔

"کوئی ہے جو میرے پاؤں کی بیڑی بن گیا ہے۔ میں پیئنٹ نہیں کر پا رہی۔"

رابیل اس کی بات سے چھری سے فروٹ کاٹتے روک کر اسے دیکھنے لگی۔

"کیا کوئی انسان اتنا اہم ہو سکتا ہے۔؟ کہ آپ پر روز، صبح و شام، پابندی سے اسے یاد کریں۔ خوشی اور غم میں یاد کرنا الگ بات ہے۔ پر ایک ایسا انسان ہوتا ہے۔ جو کبھی بھولتا ہی نہیں۔ میری زندگی میں بھی ایک ایسا انسان ہے۔ جس کو یاد کرنا یاں بھولنا میرے اختیار میں نہیں۔ اس کا نام میری دھڑکن اور سانس کی طرح میرے ساتھ ہے۔ میں نے اسے پکارا ہی اتنا تھا۔ جتنا شاید.... اس نے خود بھی اپنا نام نہیں لیا ہو گا۔"

وہ سانس لینے کیلیئے روکی۔ رابیل اسے سانس روکے سن رہی تھی۔ انھوں یقین نہیں آرہا تھا۔ ہانیہ یہ سب بول رہی تھی۔

"پینٹنگ میرے سالوں کا شوق ہے۔ لیکن اب میں نہیں کر پا رہی۔ مجھے بھوک نہیں لگتی۔ نیند نہیں آتی۔ اسے ڈیپریشن کہتے یا سٹریس۔۔؟" اس لے الجھے ہوئے انداز میں رابیل کو دیکھا۔ جو شوک کی سی حالت میں بیٹھی تھی۔ انھیں دیکھ کر وہ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

تلخی سے مسکرائی۔

"تم سیریس ہو۔؟"

آپ کو لگتا ہے میں کبھی سیریس ہو سکتی ہوں۔؟میں کبھی سیریس نہیں ہوتی۔"

ذوہان کی کہی بات کو دوہراتے اس نے رابیل کو پر سکون کیا۔

"تم نے تو مجھے ڈرا ہی دیا تھا۔"رابیل سیب کی پھانک کھانے لگی۔وہ ہنستے ہوئے کیونس کو دیکھنے لگی۔اس نے واقع جینا اور ہنسا سیکھ لیا تھا۔پر وقت ایک جگہ تھما ہوا تھا۔

ہر شام کے اختتام،اور صبح کی شروعات میں یاد آنے والا شخص،نام،اور چہرہ وہ مستقل تھا۔وہ یاداشت سے غائب ہونے والا شخص نہیں تھا۔وہ دو سال ہر بار اس کے زچ کرنے پر اسی کشمکش میں رہی۔ذوہان سراج کیا چیز ہے۔؟"

جس کا جواب اسے اب ملا تھا۔ذوہان یاداشت،عادت اور زندگی پر قابض ہونے کا

دوسرا نام ہے۔اس کا شمار ان لوگوں اور عادتوں میں ہوتا تھا۔جو انسان یاداشت جانے کے بعد بھی نہیں بھولتا۔

اشعر کی خواہش پر اس نے آرٹ گیلری جوائن کرلی تھی۔اور وہاں اسے آیان نام کا ایک انسان نما مخلوق ملا۔آیان گلیری کے انر کا اکلوتا بیٹا تھا۔

جو عمر میں اس سے پانچ سال چھوٹا تھا۔لیکن وہ کیوٹ اور ہنس مکھ ہونے کی وجہ سے جلد ہی اس کے بہت قریب ہوگی تھی۔آیان نے زبردستی اسکی زندگی میں جگہ بنائی تھی۔وہ ہر کام میں اپنا حق زبردستی جماتا تھا۔خود کیوٹ ہونے کے باوجود وہ اسے کیونٹس کے نام سے پکارتا۔

"مجھے اس نام سے مت پکارا کرو۔" ایک دن تنگ ہوتے اس نے آیان کو ٹوک دیا۔

"کیوں..؟" آنکھیں دیکھاتے وہ اس سے پوچھ رہا تھا۔

"مجھے نہیں پسند۔"اس نے دوٹوک جواب دیا۔

"لیکن مجھے پسند ہے۔"پوپ کارن کو ہوا میں اوچھل کو اس نے بھرتی سے منہ میں کیچ کیا۔

آیان کے حس مزاح کی وجہ سے وہ کچھ دیر کیلئے ذوہان کو بھول کر اس کے ساتھ بچوں کی طرح ہنستی تھی۔

پر ہر دن کے اختتام پر وہ روبوٹک انسان یاد بن کر آندھرے کے ساتھ اس کی زندگی میں اتر آتا تھا۔

وہ اس کی تسبیح والے برسلنٹ کو نکال کر،اس کے دئے ٹیڈی بیئر پر اسی کا پرفیوم لگا کر بالکونی میں بیٹھ کر ان کے پھولوں کو دیکھتی تھی۔

وہ گھر میں اب پھر سے بند تھا۔اچھا تھا کہ وہاں کوئی نہیں آیا تھا۔ورنہ اس کی اذیت میں مزید اضافہ ہو جاتا۔

زندگی جاری وساری تھی۔ لیکن وہ ایک شخص کا انتظار کررہی تھی۔اسے یقین تھا۔ وہ واپس آگیا۔

****

"تین سال بعد۔۔۔"

www.novelsclubb.com

یہ آسلام آباد میں ڈھلتی شام کا وقت تھا۔ تھوڑی دیر پہلے ہوئی بارش کی وجہ سے موسم خوشگوار ہوچکا تھا۔آسمان پر ابھی بھی بادل موجود تھے۔گاڑی ایک سفید بنگلے کے سامنے روکی۔۔۔

ہیل کی ٹک ٹک کرتی آواز کے ساتھ وہ رویش پر چلتے بنگلے کے اندر جارہی تھی۔

بیلک جینز، سفید ٹاپ کے اوپر سفید لونگ کورٹ پہنے، لمبے بالوں کو ڈھیلے جوڑ میں قید کیا ہوا تھا۔ماتھے پر بنگز تین سال پہلے جیسے سیاہ رنگ کے نہیں تھے۔اب ان پر چاکلیٹ براؤن مصنوعی رنگ چڑھ گیا۔بعض اوقات روکی زندگی کو آگے بڑھانے کیلیئے بہت کچھ مصنوعی اورزبردستی شامل کرنا پڑتا ہے۔بگنز سے ہوتی ہوئی ایک لیٹ گال،اوردوسری ٹھوڑی کو چھو کر ہوا میں اڑرہی تھی۔

جوڑے سے نکلتے بال نرم ملائم گردن پر ناگن کی طرح ڈاس رہے تھے۔

ہال میں داخل ہوتے ہی اشعر نے اسے دیکھ کر اپنے بازوؤں پھیلادیا۔۔۔

"واللہ، ہانیہ ابرہیم پاشا اسلام آباد میں ہونے والی پینٹنگ اگیزبیشن اپنے نام کر چکی ہے۔"اشعر نے اعلان کرتے ہوئے کہا۔

ہانیہ مسکرا کران کے سینے کے ساتھ لگ گی۔اپنے بازو کے حصار میں لیتے انھوں

نے اس کا سر چھوما۔

"خوش کر دیا تم نے بچے۔۔۔"انھوں نے فخر اور محبت سے بھرپور انداز میں کہا۔

ہانیہ سر اٹھائے انھیں دیکھ رہی تھی۔

"تینگیو۔۔۔"وہ بس اتنا کہہ پائی اس کے اندر لگی آگ کسی کو نظر نہیں آرہی تھی۔

اگیزبیبیشن ہال سے گھر تک وہ خود کو کیسے سمیٹ کر لائے تھی۔ صرف وہی جانتی تھی۔

"ایم سو سوری۔۔۔ میں تمہیں جوائن نہیں کر سکا، لیکن اپنے وعدے کے مطابق میں آیا تھا۔ مگر کوئی کافی بزی تھا۔"اشعر نے پرجوش انداز میں کہتے آخر میں اس کی ٹھوڑی کو چھوا، وہ مسکرا دی۔

"یہ مصروفیت آپ کی بدولت ہے۔ یہ سب آپ کی خواہش تھی۔"

ان کے سینے سے جدا ہو کر وہ تھکے انداز میں بولی۔

www.novelsclubb.com

وہ اپنی آفس کی مصروفیات کی وجہ سے ہانیہ سے پہلے ہی معذرت کر چکے تھے۔

"خواہش کو حقیقت کرنا آسان نہیں ہوتا، تم نے میری توقعات سے بہت زیادہ کر دیکھایا ہے۔" اگے بڑھ کر انھوں نے ایک بار پھر اس کا سر چوما۔ ماں آج بہت خوش ہوتی........"

بولتے انھوں نے وقفہ لیا۔ وہ بھاری الفاظ ادا کرنے والے تھے۔ بعض الفاظ بھاری نہ بھی ہو، اگر ان کا تعلق آزمائش والے ماضی سے ہو۔ تو اس کا زکر قابل تکلیف ہوتا ہے۔

"آج سے پانچ سال پیچھے کوئی بھی نہیں کہہ سکتا تھا۔ پانچ سال پہلے والی ہانیہ یہ سب کر سکتی ہے۔ جو تم نے کر دیکھایا ہے۔" اشعر نے اس کے گال کو تپتپایا۔

"اب اتنا بھی بڑا کچھ نہیں کیا۔"

چاکلیٹ براؤن بنگز کے نیچے موجود آنکھوں نے انھیں معصومیت سے دیکھا۔

بالوں کا مصنوعی رنگ اس کے سفید رنگ کو مزید خوبصورت بنا رہا تھا۔اسے اپنی تعریف غیر آرام دے کر رہی تھی۔وہ آنکھیں اب گول نہیں رہی تھی۔کندھوں تک آتے سیاہ بال، انھیں گولائی میں تراشتے تھے۔اور باقی کا کام وہ خود بات کرتے گول گول گھوما کر کر دیتی تھی۔

اشعر اس کے چہرے کو دیکھ کر ہلکا سا مسکرایے۔

"اوکے جا کر ریسٹ کرو۔رات کو کھانے پر ملتے ہیں۔"

وہ مسکرا کر سر کو خم کرتی اپنے کمرے میں آگئی۔

دروازے بند کرتے اس نے وابیریٹ ہوتے فون کو ہانیڈ بیگ سے نکال کر کان سے لگایا۔اور چلتے ہوئے آدم قد شیسے کے سامنے کھڑی ہو گی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"مائی کیونٹس۔۔۔ جیسے ہی میرا پیپر ختم ہوا۔آپ کو کال کی ہے ایم سو ہپی فار یو۔ آئی واش میں آسکتا۔آپ جانتی ہیں۔ میرا فل پلان تھا۔اگیزبشن پر آنے کا۔۔۔"

فون کے دوسری طرف آیان تھا۔ پیپر کی وجہ سے وہ اس کی اگیزیبیشن میں نہیں آسکا تھا۔ سٹوڈنٹس کا فرض پورا کر کے اب ایک دوست کا فرض نبھا رہا تھا۔

"ائی نو۔"۔۔۔ہانیہ نے مسکرا کر بالوں کو جوڑے سے آزاد کیا۔

"سٹوڈنٹ اور دوست کی جاب ایک ساتھ بہت مشکل ہے مس کیوٹی۔۔۔"

"جانتی ہوں.........."اس نے زبردستی مسکرانے کی کوشش کی۔۔

"آپ ٹھیک ہیں۔"ان کی آواز میں فکر تھی۔

"بس تھوڑا تھک گئی ہوں۔ مجھے کیا ہونا۔؟"اس نے کھوئے ہوئے انداز میں کہا۔

"نہیں،وہ سکیچ والے انسان کی یاد کا اٹیک ہو جاتا ہے ناں آپ کو۔"وہ تین سالوں

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

میں ذوہان کے ان گنت سکیچ دیکھ چکا تھا۔

"تم پھر شروع ہو گئے۔؟"

اوکے تھوڑی دیر آرام کر لیں۔" اس نے فون پر اسے پچکارا، ہانیہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی۔ وہ اس سے چھوٹا ہونے کے باوجود ماں کی طرح اس کا خیال رکھتا تھا۔

"اوکے رات کو ملاقات ہوتی بائے۔"

"اوکے۔۔۔" فون بند کر کے اس نے بیڈ پر اوچال دیا۔

www.novelsclubb.com

ابھی اسے بہت سے کالز آنے والی تھیں۔ جنہیں سننے کا اس کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ اور جس کی کال کا دل کو بے صبری سے انتظار تھا۔ وہ کبھی کرنے والا نہیں تھا۔

بالوں میں ہاتھ چلاتے وہ تھکی نظروں سے شیشے کے پاس آکر اپنا عکس دیکھنے لگی۔ وہ بے تہشاہ حسن کی ملکہ تھی۔ اب اس کے چہرے پر بچکانہ رنگ ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتا تھا۔ بے تحاشہ خوبصورتی کے ساتھ بلا کی سنجید گی تھی۔ جو اس کے چہرہ پر رقص کرتی تھی۔ وہ اگر کسی کو آنکھ بھر کر دیکھ لیتی تھی۔ تو وہ انسان اس کا مداح ہو جاتا۔

دو آنسوں گھنی پلکوں سے بغاوت کر کے گالوں پر بہہ گئے۔ کھلے بال کمر سے بھی نیچے جا رہے تھے۔

"کم از کم کتنا تک....؟"

"کم از کم لو ہنڈل تک...."

بال لو ہنڈل سے بھی نیچے جا رہے تھے۔ لیکن انھیں دیکھنے والا صرف شیشہ تھا۔ غمگیں ملکہ خود کو بے آواز روتا دیکھ رہی تھی۔ جس کا دل کسی اور کے سینے میں دھڑکتا تھا۔ وہ جو بہت دور تھا۔

اس سے بے خبر۔۔۔یا شاید باخبر۔۔۔

کچھ لوگوں کو بھولنا انسان کے بس میں نہیں ہوتا۔۔چاہیے پھر وہ پوری دنیا جیت لیے۔۔۔یاں دنیا کے کسی بھی کونے میں جا کر چھپ جائے ان کی یاد ہمیشہ ہمارے سینے میں دھڑکن کی طرح دھڑکتی ہے اور کبھی کبھی دل کے درد میں تبدیل ہو جاتی ہے۔آنکھیں بند کیے وہ سینے میں اٹھتے درد کو محسوس کر رہی تھی۔

ماضی کی کتنی جھلکیاں آنکھوں کے سامنے ریل کی طرح گزارنے لگی۔۔کتنے ہی پل ایک لمحے میں آنکھیوں کے سامنے سے گزر گئے۔

www.novelsclubb.com

آنکھیں کھول کر اپنا عکس دیکھتے اس کے گھومتے ہوئے سر میں ایک ٹیس اٹھی۔

ہیل اتار کر قالین پر ننگے پاؤں اب وہ کمرے سے منسلک ایک چھوٹے سے ایریا میں داخل ہوئی۔۔

دیوار پر ہاتھ مار کر اس نے آندھرے کمرے کو روشن کیا۔ سامنے موجود پینٹنگ سٹینڈ کی طرف قدم قدم چلتے اس نے کپڑے کو نرمی سے اتریا۔۔ منظر صاف ہوتے ہی دل کی دھڑکن بے ترتیب ہوئی۔

"سینور ہٹا کرتن کیلے......" کسی کی آواز نے لمس کی طرح اس کے کندھے پر جھک کر سرگوشی کی تھی۔

آنکھ کا گوشہ بھگنے لگا۔ ایک سسکی گلے میں دم توڑ گئی۔ وہی بھاری مردنہ آواز، ٹھہرا ہوا لہجہ، وہی لمس کا احساس، وہ شخص اس کی دھڑکن تھا۔ دھڑکتے دل سے وہ سامنے پینٹنگ کو دیکھ رہی تھی۔

پی کیپ اور چہرے پر ماسک لگائے، ایک لڑکے کی پینٹنگ تھی جس کا چہرہ واضع

نہیں تھا۔ بلیک شرٹ پہنے اس کے چہرے کا رخ نیچے کی جانب تھا۔

"میں اس سب کی حقدار نہیں تھی۔ جو آپ نے میرے ساتھ کیا ذوہان سراج

"۔۔۔

سینے پر مٹھی بند کر کے وہ دل میں ہوتے درد کو نوچ لینا چاہتی تھی۔ ہچکیاں اس کے گلے میں دم توڑ رہی تھیں۔

****

آرٹ اسٹوڈیو کے پرسکون ماحول میں اس کے ہاتھ کینوس پر چل رہے تھے۔ کتنے کم لوگ جانتے تھے۔ کہ وہ کینوس پر اپنے خیالات کو نازک برش سے آپس میں جڑتی ہیں۔ اس کا آرٹ سانس لیتا تھا۔ دور کہیں گزرے ہوئے وقت میں، کسی کی لاپرواہ ہنسی میں، تو کسی کی لاپرواہیوں میں، ایک وقت تھا۔ جو گزر گیا تھا۔ اب رنگ تھے، اور یادویں۔

جو بے جان ہو کر بھی کسی کی یاداشت میں سانس لیتی تھی۔ مگر یہ ایک راز تھا۔ جو پوشیدہ ہو کر پراسرار بن جاتے ہیں۔ اور دیکھنے والوں کو اپنی طرف مقناطیسی قوت کی طرح کھینچتے ہے۔۔ بشرطیکہ اس قوت کو محسوس کرنے والے کے پاس وہ بصیرت بھی ہو۔ جو رازوں کو بے نقاب کرنے کی، یا کم از کم انھیں پہچانے کی طاقت رکھتے ہو۔

اس کی سب سے مشہور پینٹنگ ایک زخمی ہرن کی تھی۔ جو ایک خوبصورت جنگل کے بیچ زخموں کے ساتھ کھڑی ایک شکاری کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔ شکاری

کی آنکھوں میں اس ہرن کیلئے بے پناہ محبت اور اپنایت تھی۔ دوسری جانب ہرن شکاری کی کمر کے پیچھے چھپے خنجر سے ناواقف تھی۔ وہ صرف شکاری کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔ اس کے پیچھے چھپا مفاد بھی چھپ گیا تھا۔ ایک طرف ہرا بھرا جنگل اور زخموں سے چور خوبصورت ہرن تھی۔ اور دوسری جانب پیٹھ کے پیچھے خنجر چھپائے شکاری، جس کے خنجر سے بہتا خون پیچھے ندی میں ٹپ ٹپ گر رہا تھا۔

بھابی اس کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھی فون سکرین سکرول کرتے بول رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"تم وہ زندگی جی رہی ہو، جسکا ہر کوئی خواب دیکھتا ہے۔ تمہارے سفر کی کہانی بلکل فلموں اور کہانیوں جسی ہے۔ جس میں اچانک سے کوئی فینس ہو کر سب کی آنکھوں کا تارہ بن جاتا ہے۔ جس کی پینٹنگ بلیک جیک پر سیل ہونے لگے۔ اور....؟"

صرف ایک پینٹنگ......"ہاتھ میں برش پکڑے اس نے بھابی کو ٹوکا۔ جو اس کے نام سے سوشل میڈیا اکاؤنٹ بنا کر اسے مزید فیمس کرنے میں لگی ہوئی تھی۔ دو ملین فولور میں سے کسی کو نہیں معلوم تھا۔ کہ وہ اکاؤنٹ اصل میں اس کی بھابی چلاتی تھی۔ وہ ہر روز ہانیہ کے پینٹنگ کرتے ہوئے، رینڈم پیکچرز سوشل میڈیا پر پوسٹ کرتی۔ جس سے کسی کو شک کا گمان بھی نہیں گزرتا تھا۔ کہ وہ اکاؤنٹ ہانیہ ابرہیم پاشا نہیں چلاتی۔ البتہ بہت کم لوگوں نے ہانیہ کا چہرہ دیکھا ہوا تھا۔ ان کم لوگوں میں صرف وہی لوگ شامل تھے۔ جو اسے اصل زندگی میں آمنے سامنے ملے تھے۔ سوشل میڈیا پر صرف اس کی پینٹنگ، کینوس پر پینٹ کرتے ہاتھ، یا کمر سے نیچے جاتے بال تھے۔ جو بھابی نے اس کے پیچھے کھڑے ہو کر رینڈم پیکچرز لی تھی۔

وہ یہ سب جانتی تھی۔ لیکن وہ انھیں روک نہیں سکتی تھی۔ اس نے کوشش کی تھی۔ مگر وہ اسے لیے کرا تنی خوش تھی۔ ہانیہ نے انھیں کہنا چھوڑ دیا۔

"ائی نو، ایک پینٹنگ ہے۔ پر باقی سب سیل ہو گئی تھی۔ ورنہ سارہ انھیں بھی خرید سکتی تھی۔ اور باقی سب بھی اچھی قیمت میں سیل ہوئی۔" بھابی نے عجلت میں بات کرتے جیسے ناک سے مکھی اڑائی۔

سارہ احمد بن کرمانی، دوبئ کے بزنس مین کی اکلوتی بہن تھی۔ جو حال ہی میں پاکستان آئی تھی۔ اور پینٹنگ اگزیبیشن میں اسے ہانیہ کی پینٹنگ دل و جان سے پسند آئی۔ جسے اس نے بلیک جیک میں خریدہ تھا۔ اور یہ اس کی اپنی خواہش تھی۔ سارہ نے اس پینٹنگ کو اپنی فرینڈ سرکل اور سوشل میڈیا پر بہت زیادہ پروموٹ کیا۔ دبئ کے بزنس مین کی اکلوتی بہن ہونے کے ناتے وہ اپنی آمد کے ایک ہفتے تک سوشل میڈیا سے ٹی وی سکرین کی رونق بنی رہی۔

اور اسی موقع سے فائدہ اٹھاتے بھابی نے ہانیہ ابرہیم پاشا کے نام سے سوشل میڈیا اکاؤنٹ بنادیا۔ جس پر سارہ کی خریداری گئی گھائل ہرن کی پینٹنگ کی بننے کی پیکچر پوسٹ کردی۔ چھ ماہ میں اس اکاؤنٹ کے فولور دو ملین ہو چکے تھے۔

www.novelsclubb.com

"رات کو سارہ کی برتھڈے پارٹی ہے۔اینڈ گیس واٹ.....چیف گیسٹ کون ہے۔؟"

بھابی نے بولتے ہوئے رک کر اسے شوق انداز میں دیکھا۔

"مس ہانیہ ابرایم پاشا،اور مسٹر واثق بن احمد کرمانی..."

"بھابی....."ہانیہ نے برش نیچے رکھ دیا۔بلو جینز کے اوپر سفید ٹاپ پہنے، وہ اس دنیا کی مخلوق نہیں لگ رہی تھی۔ایک ہاتھ سے چہرے پر آئے چاکلیٹ براؤن بالوں کو سیٹ کرتے اس نے باریک انگلی سے اوپری ہونٹ کو چھوا۔بھابی اس کی بوڈی لینگوئج کو بہت غور سے دیکھتے،اس کے بولے جانے والی بات کا اندازہ لگا رہی تھی۔

"جانا ضروری ہے۔؟" ہانیہ نے آخر میں نچلے ہونٹ کا کونا دانت میں دبایا۔ وہ خوبصورتی کی مورت تھی۔

"یس بہت ضروری ہے، کیونکہ وہاں وہاج ملکانی آرہا ہے۔" بھابی پرجوش انداز میں کہتے کرسی سے کھڑی ہو کر اس کے سامنے آگئی۔

"ایم شور، سارہ تمہارے لیے کوئی بہت بڑا سرپرائز پلان کر رہی ہے۔ وہ اپنی برتھڈے پارٹی کیلیئے بہت زیادہ ایکسائٹیٹ ہے۔" بھابی نے بات کرتے سارہ کا سوشل میڈیا اکاؤنٹ کھول کر دیکھایا۔ جس پر سارہ، اپنی سالگرہ کے مہمان خصوصی کا اعلان کر چکی تھی۔

"پوسٹ کے کومنٹس سکشن تمہیں پڑھنا چاہیے۔" بھابی اسے کبھی کبھی بنا پیسوں کے منیجر لگتی تھی۔ جو اسے اسکی ہی زندگی میں ہونے والے باتوں کے پل پل کی خبریں دیتی تھی۔ اب ان کے سب ڈنرز ختم ہو گئے تھے۔ کیونکہ اب انھیں ڈنر پر انویٹ نہیں کیا جاتا تھا۔ ڈنر ان کیلیئے اور پنج کیے جاتے تھے۔ جس میں آج کا ڈنر

شامل تھا۔

"سارہ نے مجھے بتایا تھا۔وہ تمہاری پینٹنگ کو انٹر نیشنل لیول پر لیے کر جائے گئی۔ ہو سکتا یہ سرپرائز وہی ہو۔"بھابی کومنٹس پڑھتے مصروف انداز میں بتارہی تھی۔

"تمہارا اڈریس آگیا ہے۔یہاں سے فری ہو کر دیکھ لینا۔"

ہانیہ جواب تک غیر سنجیدگی سے دونوں ہاتھ سینے پر باندھے،انھیں دیکھ رہی تھی۔ تھوڑا سا چونکی۔

"کون سا ڈریس....؟"

"سارہ کی برتھڈے پارٹی کیلیئے۔؟"بھابی نے جیسے اس کے لاپرواہی پر افسوس کیا۔

"بھابی......؟"ہانیہ کی حیرت سے آنکھ کھول گئی۔

سوشل میڈیا سے دور بھاگنے والی لڑکی کے نام کا اکاؤنٹ بنا کر وہ دو ملین فولر لیے چکی تھی۔اوراب اسے بھی سوشل لائف میں لیے جانے کی بھرپور کوشش کر رہی

www.novelsclubb.com

تھی۔

"بھابی یہ لاسٹ ٹائم ہے۔"this is not my thing"پلیززززمجھے اس سب سے دور رکھے۔پینٹنگ کرناالگ چیز ہے۔یہ سب........"بھابی اسے حیرت اور خفگی سے معصوم شکل بناکر دیکھ رہی تھی۔یہی حربہ وہ ہر بار استعمال کرتی تھی۔

"بھابی پلیززززڈونٹ ڈو دس پلیززززز..."پینٹنگ کوادھور چھوڑ کر وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئ

وہ ان کی ماں کی طرح عزت کرتی تھی۔پر جو کچھ وہ چاہ رہی تھی۔وہ اس کیلئے کرنا بہت مشکل تھا۔

****

دوسالا عمر کے ساتھ ہال کے قالین پر بیٹھے وہ کاغذ پر جھکی ہوئی تھی۔ عمر اس کی کمر پر گھڑ سوار کی طرح بیٹھا، اس کے بالوں سے کھیل رہا تھا۔

"فوفو....." دو سال کا سپہ سالار پنسل میں قید بالوں کو آزاد کرنے کی جدوجہد میں لگا ہوا تھا۔ پھوپھو کو وہ فوفو کہتا تھا۔ پھوپھو کا...."پ" اس کیلئے مشکل تھا۔ لیکن پاپا کا..."پ" سے کوئی مسئلہ نہیں تھا۔

کاغذ پہ سکیچ بناتے اس کی ساری حس عمر کی طرف تھی۔ بالوں سے پنسل نکال کر وہ قالین کی طرف جھکا۔ اسی وقت ہانیہ نے پاس پڑے صوفے کشن کو ہاتھ سے کھینچ کر قریب کیا۔ اور سپہ سالار کشن پر ڈھیر ہو گیا۔

"اب سکون آگیا۔" ہانیہ اس کے چھوٹے سے پیٹ پر اپنی ناک رگڑتے گدگدی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کر رہی تھی۔ جس کے جواب میں عمر کھلکھلا کر ہنس رہا تھا۔ ہاتھوں میں پنسل پکڑے اس نے اپنے چھوٹے سے پاؤں اٹھ کر اس کے چہرے کے سامنے کیے۔ ہانیہ نے بے اختیار ان ننھے پاؤں کو چھوم لیا۔ وہ اس کے بھائی جان کی اولاد تھی۔ اور اسے دل و جان سے عزیز تھی۔

چاکلیٹ براؤن بال کمر پر آبشار کی طرح پھیل گئے۔

"دو لاکھ لائیکس، پندار سو کومنٹس..." آیان کی آواز سے اس نے سر اٹھا کر ہال سے باہر دیکھا۔ چیونگم چباتے وہ گھوم کر صوفے پر آنے کے بجائے، صوفے کی ہاتھ والی طرف سے چھانک لگا کر صوفے پر ڈھاہ کر کے بیٹھ گیا۔ عمر کو دیکھ کر اس نے سٹی بجائی۔ وہ اسے نا سمجھی سے دیکھ رہی تھی۔

"آپ کی پوسٹ پر، جو کہ ظاہر ہے بھابی نے کی ہو گی۔" آیان نے اپنے سیل فون کی سکرین اسے دیکھائی۔ ہانیہ نے اس کے ہاتھ سے فون پکڑ لیا۔ بھابی نے اس کی پیکچر پوسٹ کی ہوئی تھی۔ بالوں کو پونی ٹیل میں قید کیے، اس کے کانوں پر ہیڈ فون

لگے ہوئے تھے۔ کینوس کے سامنے کھڑے اس کی ساری توجہ بھی کینوس پر ہی تھی۔ کھڑکی سے آتی روشنی کی وجہ سے آنکھوں کے سبز لنز اور اس کا سفید رنگ، نور کی طرح چمک رہا تھا۔ پکیچر اس انداز سے لی گئی تھی۔ کہ اس کے بال آنکھوں اور بگنز کے علاوہ باقی چہرہ چھپا ہوا تھا۔ پھر بھی دیکھنے والے کینوس کے سامنے کھڑے وجود کی سنجیدگی کے سحر میں گرفتار ہو رہا تھا۔

اس نے آیان کا فون واپس کر دیا۔

"دو لاکھ لائیکس، پندرہ سو کومنٹس..." آیان نے اپنی بات دہرائی۔

"میں انھوں روک سکتی، تو اب تک روک چکی ہوتی۔"

بے زاری سے کہتے وہ قالین پر پڑے کاغذ سمیٹنے لگی۔

آیان نے بھرتی سے ایک کاغذ اٹھا کر، تقریباً اسے گھوری سے نوازا۔

"کسی دن یہ میرے سامنے آگیا۔ آنکھیں بند کر کے اسے پہچان لو گا۔" ذوہان کے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

سکیچ کو دیکھ کر اس نے ناپسندیدگی سے تبصرہ کیا۔ہانیہ نے کوئی جواب دیئے بنا،اس کے ہاتھ سے کاغذ واپس لیے لیا۔

"کون ہے یہ عظیم انسان ویسے، جس کے اتنے سکچ بنے ہوئے ہیں۔؟"سو دفعہ کیا سوال اس نے پھر سے کیا۔کہ آیا شاید جواب مل جائے۔

"کیا کرو گئے گے جان کر...؟"عمر کو اٹھا کر اس نے آیان کہ گود میں دیا اور خود قالین سے کھڑی ہو گئی۔بے زار روح عمر ایک سکینڈ بھی اس کی گود میں نہیں روکا۔اور فوفو کہتا ننھے پاؤں سے چل کر اس کے پاؤں میں آ گیا۔

"فوفو کی جان۔"ہانیہ نے اسے کمر پر اٹھاتے گال چھوما۔

"اچار ڈالو گا۔"آیان کے جواب کو نظر انداز کر کے وہ عمر کو اٹھائے سیڑھیوں کی طرف بڑھی۔

"کچھ کھانا ہے تمہیں۔؟مجھے تھوڑا ٹائم لگ جائے گا۔"سیڑھیوں پر روک کر وہ

اس سے پوچھ رہی تھی۔بھابی کی بے جا ضد کی وجہ سے وہ سارہ کی برتھڈے پارٹی پر جا رہی تھی۔اور اسی وجہ سے اس نے آیان کو کال کر کے بولا یا تھا۔تاکہ وہ اسے کمپنی دے سکے۔اکیلے وہ وہاں دس منٹ نہیں روک سکتی تھی۔ذوہان کے بعد وہ کافی تبدیل ہو گئی تھی۔جس میں سب سے بڑی تبدیلی لوگوں سے مل جھول کم ہو کرنا ہونے کے برابر رہ گیا تھا۔

"نہیں، میں ٹھیک ہوں، جتنا ٹائم لگاے نوایشو۔۔"صوفے پر ڈھیلے انداز میں بیٹھ کر اس نے فون سکیرین پر انگلیاں چلائی۔ہانیہ اس کی بات سن کر واپس سڑھیاں چڑھنے لگی۔

****

سارہ بلک مکسی،اور ڈائمنڈ پینڈنٹ پہنے،آسمان سے اتری کوئی خوبصورت مخلوق لگ رہی تھی۔وہ بے حد خوبصورت،اور نازک کلی جسی تھی،جو زرا سی سختی پر نا صرف مرجھا سکتی تھی۔بلکہ ٹوٹ بھی سکتی تھی۔

واثق بن احمد کرمانی،گرے فور پیس سوٹ پہنے اس کے بیڈروم میں کھڑا،اس کی فیوریٹ آرٹسٹ کی پینٹنگ دیکھ رہا تھا۔پینٹنگ سے زیادہ اسے سارہ کے چہرے پر خوشی کا رنگ دیکھ کر اچھا لگ رہا تھا۔وہ سارہ کے پاکستان آنے کے فیصلے پر کافی پریشان تھا۔اسے لگتا تھا۔وہ پاکستان میں دس دن بھی نہیں رہ پائے گئی۔وہ یہاں کے ماحول اور لوگوں میں کبھی فٹ نہیں ہو سکتی۔

وہ ایک نازک پری تھی،جیسے اس نے بہت پیار سے کسی پھول کی طرح رکھا ہوا تھا۔لیکن اب اس کے چہرے پر ہنسی اور خوشی دیکھ کر وہ خود بھی مسکرا رہا تھا۔وہ دونوں بہن بھائی،دنیا جہاں کا حسن اپنے اندر سمیٹے ہوئے تھے۔سونے پر سہاگہ،ان کا

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

دلفریب اندازِ گفتگو،اور چہرے کا روب تھا۔

ان کا انداز کسی شاہی خاندان سے تعلق رکھنے والے افراد جیسا تھا۔جن کے اٹھنے بیٹھنے،اور بات کرنے کا انداز مسحور کن تھا۔مختصر وہ عربی شہزادہ شہزادی جیسے تھے

۔

ایک قدم آگے بڑھ کر اس نے سارہ کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ہانیہ کی تعریف کرتے وہ روک کر آنکھیں بند کر کے مسکرانے لگی۔واثق نے کلائی پر بندھی گھڑی پر ٹائم دیکھا۔

"آپ کی فیوریٹ آرٹسٹ آگئی ہو گی،انھیں انتظار نہیں کروانا چاہیے۔"گھڑی پر ٹائم دیکھتے اس نے اپنی بھاری آواز سے شاہی کمرے میں فسوں پھونکا۔

"ان کے آنے کی خوشی میں ہم بہت خوش ہیں۔"سارہ نے اپنی ہائی ہیل کی آواز سخت فرش پر چھوڑی۔دونوں کا رخ کمرے سے باہر تھا۔واثق نے آخری نظر کمرے کی دیوار پر زخمی ہرن والی پینٹنگ کو دیکھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اسے بھی آرٹ کو دیکھ کر آرٹسٹ کو دیکھنے کا تجسس ہو رہا تھا۔

"آپ کو یہ بتانے کی ضرورت نہیں تھی۔"

سیڑھیوں اترتے، سارہ نے پورے دل سے مسکرا کر اسے دیکھا۔ وہ ایک ساتھ سڑھیاں اتر رہے تھے، جب ہال میں لوگوں کے ہجوم، اور شور میں پیانو کی آواز گونجی، سارہ کی نظر ہال کے کونے میں موجود پیانو تک گئی۔ ہانیہ پیانو کے سامنے بیٹھی تھی۔ اور اس کی انگلیاں پیانو کیبورڈ پر رقص کر رہی تھی۔ وہ پاس بیٹھے عمر کی فرمائش پر اپنا پسندیدہ لیرکس ہوا میں گھول رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

I love it when you call me senorita

I wish I could pretend I didn't need ya

But every touch is ooh, la-la-la

It's true, la-la-la

سارہ کے قدم قدم نیچے آتے پیانو کی دھن پر وہ مسکرا کر کبھی واثق کو دیکھتی تو کبھی ہانیہ،

ایک ہاتھ واثق کے بازو کو پکڑے، دوسرے ہاتھ سے مکسی کو تھمے وہ سڑھیاں اتر رہی تھی۔

Ooh, I should be running

Ooh, you know I love it when you call me

Senorita...

ہال میں پہلا قدم رکھ کر اس نے واثق کے بازو کو چھوڑتے نظروں سے اجازت مانگی۔ سر کو خم کرتے اس نے سارہ کو دیکھا۔ جو مسکراہٹ سے جواب دیتے ہانیہ کی

طرف بڑھ گئی۔ ہجوم میں سے دو تین شخصیت تیزی سے واثق کی طرف بڑھی۔ ان سے باتیں کرتے اس کی توجہ سارہ کی طرف بھی تھی۔ ہانیہ اس کے قریب آتے پیانو سے اٹھ گئی۔ سارہ مسکراتے اس کے گلے لگی۔ وہ دونوں کی باڈی لینگویج کو غور سے دیکھ رہا تھا۔

ہانیہ نے اس سے الگ ہو کر نرمی سے اس کے گال کو چھوا۔ اب وہ دونوں ہاتھوں میں سارہ کے نرم ملائم ہاتھوں کو تھامے پوری توجہ سے اسے سن رہی تھی۔ ہانیہ کی نظر ایک لمحے کیلئے بھی ہال کے کسی دوسرے شخص پر نہیں گئی تھی۔ وہ مسکرا نہیں رہی۔ اس کے ہونٹ سارہ کی باتیں سنتے ہلکے سے جبنش کرتے، اور ایک چمک آنکھوں تک سفر کر جاتی۔

اس کی آنکھوں کو دیکھ کر واثق نے ایک لمحے میں یہ نتائج اخذ کر لیا تھا۔ پینٹنگ میں زخمی ہرن آرٹسٹ خود تھی۔ اس نے خود کو پینٹ کیا تھا۔ زخمی ہرن جو شکاری کے فریب اور مفاد کا شکار ہو گی تھی۔ اس کی آنکھوں کی چمک زخمی ہرن کے آنسو کی

www.novelsclubb.com

طرح زخموں سے چور تھی۔

اسے ہانیہ پہلی نظر میں اچھی لگی تھی۔وجہ پراسراریت اور سارہ سے بے لوث محبت تھی۔جو اس نے اج تک کسی اور لڑکی میں نہیں دیکھی تھی۔ حتی کہ سارہ کی دوستوں میں بھی نہیں۔

****

سوئمنگ پول کے سامنے کھڑے اس نے آنکھیں بند کر کے گہری سانس لی۔سارہ کی برتھڈے تقریب ختم ہو گی تھی۔اب لوگوں کا ہجوم ایک دوسرے سے باتیں

کرنے میں مصروف تھے۔پیانو پر سینوریٹا بجانے کے بعد اب اسے ہر طرف ایک ہی آواز سنائی دے رہی تھی۔

"سینوریٹا کرتن کیلیے......"آسمان پر پورا چاند بادلوں سے جھانک کر واپس چھپ جاتا،شر یگ کی آستین کو انگلیوں تک کھینچ کر وہ سر اٹھا کر آسمان کو دیکھ رہی تھی۔ اس نے سبز مکسی کے اوپر سفید شرگ پہنی ہوئی تھی۔کمر تک آتی اونی شرگ کندھوں سے نیچے کو پھسل کر اس کی صراحی گردن نمایاں کر رہی تھی۔کمر سے نیچے تک جاتے بال پونی ٹیل میں قید تھے.بگنز سے دو لیٹس ہو کر گال اور ٹھوڑی کو چھوتی تھی۔بالوں کا یہ سٹائل اس کی سنجیدہ شخصیت کو مزید نکھار دیتا تھا۔وہ چاند کو دیکھتے خود کسی خوبصورت مورت کی طرح نیلے پول کے سامنے بت بنے سکت کھڑی تھی۔

(تو جو مل جائے تو تقدیر نگوں ہو جائے)

www.novelsclubb.com

کسی کے جاندار قہقہہ کے ساتھ ٹائیگر جیسے دانتوں نے اس کے سنجبدہ چہرے پر مسکراہٹ بکھیر دی۔آسمان کو دیکھتے اسے سالوں پہلے سنی شاعری حرف باحرف یاد آنے لگی۔اور ساتھ میں کسی سنگ دل کا چہرہ،اس کی ہنسی بھی بنابولائے آگئی۔سکول میں ٹیچر کی کہی بات آج اسے سمجھ آرہی تھی۔

"اردو کو سمجھنا ہے تو پہلے محبت کر کے دیکھو،اور محبت کرنی ہے تو اردو کو پڑھنا شروع کردو۔"

آج اسے سمجھ آرہا تھا۔اردو اور محبت کیسے لازم وملزوم ہے۔

(یوں نہ تھا میں نے فقط چاہا تھا یوں ہو جائے)

ذوہان کا چھکا باؤنڈری کروس کر گیا تھا۔وہ پی کیپ پر ہاتھ رکھے آسمان میں گیند کو دیکھ رہی تھی۔

(اور بھی دکھ ہے زمانے میں محبت کے سوا)

چاند ایک بار پھر بادلوں میں چھپ گیا، آنکھ کے گوشے سے ایک آنسو آزاد ہو کر گال پر بہہ گیا۔

(راحتیں اور بھی ہیں وصل کی راحت کے سوا)

آنسو کو ایک انگلی سے لاپرواہی سے صاف کرتے اس نے سرد سانس اندر کھینچی۔
آنکھوں نے ملکہ حسن سے بنا اجازت آنسو بہانے کی گستاخی پر معذرت کی۔

(غالب ہمیں نہ چھیڑ کر کہ پھر جوش اشک سے

بیٹھے ہیں ہم تہیہ طوفان کیے ہوئے)

آنکھوں کی گستاخی پر اسے غالب کا شعر یاد آیا۔ یاداشت نے شعر سے آنکھوں کو ان کی گستاخی پر گویا طیش سے جھڑکا۔

www.novelsclubb.com

"حسن بھی خوبصورتی کو دیکھتا....؟"بھاری مردانہ آواز نے اس کی سماعت کا سفر کیا۔وہ بنا چونکے ہنوز سکت کھڑی تھی۔سر کو جنبش دے کر اس نے پیچھے کھڑے وجود کو دیکھا۔

عربی شہزادہ اپنے مسحور سراپے کے ساتھ دونوں ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں ڈالے آسمان کو دیکھ رہا تھا۔

"I'm not obsessed with the moon "

اب وہ آسمان کو نہیں دیکھ رہی تھی۔

"پھر کیا ڈھونڈ رہی ہیں آسمان میں۔؟"عربی شہزادہ کی آواز عام مردوں کی بانسبت بھاری تھی۔

"یہی کہ لوگ کیا دیکھتے ہیں،آسمان اور چاند میں۔۔؟"

شرگ کو کندھوں پر ٹھیک کر کے اس نے دونوں ہاتھ نرمی سے سینے پر باندھے۔

رخ بدل کر اب وہ سوئمنگ پول کے نیلے پانی کو دیکھ رہی تھی۔اس شخص کی طرف پشت کر کے کھڑے ہونا اس کی شخصیت کی توہین تھی۔جو کوئی روح انسان شاید کرنے کی جسارت نہیں رکھتا تھا۔

اس کے وجود کا ہر ایک جوز توجہ،اور عزت کے معیار پر فائز تھا۔

سوئمنگ پول کو ایک لمحے دیکھنے کے اس کا جواب سنگ بنا،وہ چھوٹے قدم چلتے واپس اندر چلی گئی۔واثق جو اس سے بات کرنے کے ارادے سے آیا تھا۔اب اسے دور جاتا دیکھ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

****

"ہو گئی برتھڈے پارٹی۔؟اب چلیں۔؟"

ہال میں پہلا قدم رکھتے آیان تیزی سے اس کی طرف آیا۔

"بھابی چلی گئیں ہیں، عمر تنگ کر رہا تھا۔میں آپ کو ڈروپ کروگا۔"

جلدی جلدی بولتے وہ کافی بے زار نظر آرہا تھا۔ہانیہ اس کے چہرے کو دیکھ کر ہلکا سا مسکرائی۔ذوہان کی یاد آنے کے بعد وہ ہمیشہ کافی سنجیدہ ہو جاتی تھی۔اس سنجیدگی میں وہ مسکراتے ہوئے بہت دلکش لگتی تھی۔اس کی آنکھیں کسی راز کی طرف چمکتی تھی۔آیان بات ختم کر کے کسی سحر کی سی کیفیت میں اسے دیکھتے دونوں ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں ڈالے۔

سارہ کو الودعی کلمات کہہ کر وہ وہاں سے آگئی۔واثق گلاس وال میں اس زخمی ہرن کو دور جاتا دیکھ رہا تھا۔اس کی آنکھوں نے بلیک ہیل، سبز مکسی سے کندھوں پر اونی شرگ تک سفر کیا،آیان نے شاہی ڈرایور کی طرح ایک ہاتھ سینے پر رکھ کر گاڑی کا فرنٹ دروازے کھولا۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ہانیہ کے مسکرانے پر گلاس وال کی دوسری طرف کھڑے شخص کے ہونٹ خودبخود مسکراہٹ میں پھیل گئے۔

****

www.novelsclubb.com